

# مرجع غیب

مولف

مولوی سید رفیع الدین صاحب مثنوی حنفی قادری

مدرسہ مدرسہ نظامیہ



سلسلہ اشاعت العلوم کتب (۴۳)

فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِي كِتَابِهِ

# مَجْمَعُ نَبِيِّ

مُؤَلَّفٌ

مولوی سید غوث الدین صاحب سنی خفی قادی

مدرس مدرسہ نظامیہ

سر عثمان پیرچا میٹا لکھنؤ کتب خانہ

یوسف نظامی



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله سيد المرسلين  
وعلى آله وصحبه الطيبين الطاهرين أجمعين ؑ أما بعد احقر العباد  
سيد غوث الدین سنی خفی قادی درسی مدرس مدرسہ نظامیہ نجدت اہل سنت  
جماعت مدعا نگار ہے کہ مولوی محمد سلیم صاحب نے ایک رسالہ (القول القبول  
فی اثبات علم غیب الرسول) تالیف کر کے طبع کرایا۔ اُن کا قصد تھا کہ سہو  
کاتب سے جو غلطیاں ہو گئی ہیں درست کر کے وہ رسالہ شتہ کریں۔ مگر  
اُس کے پیشتر ہی مولو محمد رفیع الدین صاحب مقصد مولوی عبدالحی حیدر آبادی  
شاگرد مولوی نذیر حسین غیر مقلد دہلوی نے اُس کا رد رسالہ علم غیب تالیف  
کر کے چھپوا کر شتہ کر دیا۔ کیا انصاف کے یہی معنی ہیں کہ ابھی تک وہ رسالہ  
مشترکہ ہو اس کے پہلے ہی تردید طبع کر کے شایع کیجائے۔ سبحان اللہ کوئی  
ذی نقل اس کو پسند کرے گا ہرگز نہیں۔ لطف خاص یہ ہے کہ باوجود عدم  
یافت علمی وعدم اطلاع علی مذہب اہل سنت جماعت رسالہ علم غیب میں  
سنت جماعت پر حملہ کیا گیا فرضی طور سے سنی نمکبر نیوکی تحفہ لکھی ماشاء اللہ تقیہ تو

ایسا جمع ایک را از تو آید و مرداں چنین کنند بوجہ بغض و عداوت و تنقیص شان نبوی  
میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ محمد رفیع الدین کا نام برائے نام ہے درپردہ  
اور ہی صاحب ہیں مجھ کو اس امر سے کچھ بحث نہیں کہ دراصل مؤلف کون  
صاحب ہیں چونکہ اہل سنت و جماعت پر بجا حملہ کیا گیا۔ لہذا اُس کی تردید  
ضروریات دین سے سمجھکر یہ چند اوراق ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ لفظ  
مؤلف سے مؤلف رسالہ علم غیب تصور کریں۔ مؤلف نے سب سے پہلے  
اس رباعی کو نقل کیا ہے رباعی

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار	اگر کسے گوید کہ من دانم از و بادرد
مصطفیٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل	جبرئیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

اقول اس رباعی میں حصر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ فرماتے  
جب تک کہ حضرت جبرئیل آپ کو خبر نہ دیتے۔ حالانکہ یہ غلط ہے بچند وجوہ  
اولاً یہ کہ احادیث قدسیہ صحاح ستہ و دیگر کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں  
اُن میں الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں اور مضمون اللہ تعالیٰ  
کا ہوتا ہے۔ خود حق تعالیٰ القا فرماتا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا واسطہ  
نہیں ہوتا۔ اس امر کو ادنیٰ درجہ کا طالب العلم حدیث پڑھنے والا بھی جانتا ہے  
پس اگر حصر نہ کر درست رکھا جائے تو تمام احادیث قدسیہ کا ابطال لازم  
آتا ہے یعنی اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ فرماتے  
جب تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو خبر نہ دیتے تو لازم آتا ہے کہ  
احادیث قدسیہ جن میں واسطہ حضرت جبرئیل کا نہ ہوتا بیکار اور غلط ہو جائیں

اور لازم بالبدلتہ باطل ہے۔ پس لزوم یعنی حصر نہ کر باطل ہو گیا۔ و  
 هو المطلوب: ثانیاً خواب میں بکثرت امور غائبہ پر حق تعالیٰ نے بلا توسط  
 جبریل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی چنانچہ مشکوٰۃ  
 شریف میں ہے قال بعثت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب و بینا  
 انا انما امرنا لبتی انتیت بمفاتیح خزائن الارض۔ آپ فرماتے ہیں کہ خواب  
 میں مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھ کو دیدی گئیں۔  
 ترمذی شریف وغیرہ میں بہت حدیثیں موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو امور غائبہ پر حالت خواب میں اطلاع دی سب کا تحریر  
 کرنا موجب طوالت ہے۔ ثالثاً جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج  
 ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہی تک رہ گئے اور آپ نفس  
 نفیس بالاسی بالاشرف لیگئے اور ایسے مقام پر پہنچے کہ ملائکہ مقربین اور انبیاء  
 عظام کو اس مقام میں رسائی کی گنجائش نہیں چنانچہ مولانا روم ایک حدیث کا  
 خلاصہ مضمون تحریر فرماتے ہیں ۵

لا یسع فیہا نبی یحب تبتی

لی مع اللہ وقت بود آں دم مرا

لی مع اللہ وقت لا یسع فیہ ملائکہ مقرب و لا نبی مرسِل اس پر  
 شاہد ہے وہاں خود حق رب الغزۃ نے سرکارِ دو عالم کو ہزار ہا امور کی اطلاع  
 دی۔ چنانچہ مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۲۳ میں ہے پس داد مرا علم اولین  
 و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت ازین کتمان آں را کہ  
 باہمیکس نہ گویم و نہ یکس طاقت برداشتن آں ندارد و جز من و علمی دیگر نبو



مخیر گردانید در اظہار و کتمان آں علمی بود کہ امر کرد مراتب تبلیغ آں بخاص و  
 عام اُمت بن - معراج میں تین قسم کے علم آپ کو مرحمت ہوئے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک وہ علم محکوم عنایت ہوا جس کے پوشیدہ  
 رکھنے کا مجھ سے عہد کیا گیا کہ کسی سے نہ کہنا اُس کی برداشت کی  
 طاقت سوائے میرے اور کو نہیں - دوسرا وہ علم جس کے پوشیدہ رکھنے اور  
 ظاہر کرنے کا اختیار محکوم دیا گیا - تیسرا وہ علم کہ خاص و عام اُمت کو اُس کے  
 پہنچانے کا حکم ملا شب معراج میں اس قدر علوم آپ کو مرحمت ہوئے  
 بھلا یہاں واسطہ جبرئیل علیہ السلام کا کہاں تھا - پس یہ حصہ کہ حضرت  
 جبرئیل علیہ السلام ہی سے خبر پا کر آپ فرمایا کرتے تھے اور بغیر اس کے ہرگز  
 نہ فرماتے تھے محض بیکار اور غلط ثابت ہوا اور صاف ظاہر ہو گیا کہ مولف  
 صاحب لیاقت نہیں ہیں اور اُن کو علم حدیث سے کچھ تعلق نہیں ہے  
 ترمذی شریف میں معاذ بن جبل سے روایت ہے فَوَاتِيَهُ عَنْ وَجَلٍ وَضَع  
 كَفَّ بَيِّنَتِي فَوَجَدْتُ بَرْدًا نَامِلًا بَيْنَ ثَدْيَيْ فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ فَرَمَاتے  
 ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے پروردگار کو دیکھا اُس نے  
 دست قدرت میری پشت پر رکھا میرے سینہ میں اُس کی ٹھنڈک محسوس  
 ہوئی پس مجھ پر روشن ہو گئی کل شے اوتھام چیزیں مجھ پر ظاہر ہو گئیں  
 ملاحظہ ہو کہ یہاں تو سب سے فرشتہ کا نہیں ہے بایں ہمہ کس قدر اُمور پر  
 حق تعالیٰ نے اطلاع دی مولف نے دیدہ و دانستہ عوام فریبی کی غرض  
 سے رباعی ذکر کو تحریر کیا یا اُس بیچارہ کو اُن احادیث صحیحہ کی اطلاع نہ تھی

پس حصہ مذکور باطل ہو کر مولف کی عدم لیاقت واضح ہو گئی اگر کوئی صاحب  
اعتراض کریں کہ آپ کی تقریر سے تو مولف محض جاہل ثابت ہوتے ہیں  
حالانکہ سنا گیا ہے کہ وہ دہلی پڑھنے گئے تھے معترض صاحب آپ تعجب نہیں  
یہ وہی مثل ہے کہ ایک صاحب دہلی گئے وہاں چند روز رہ کر آئے کسی نے  
اُن سے دریافت کیا کہاں گئے تھے جواب ملا دہلی پوچھا گیا وہاں اتنی مدت  
کیا کرتے رہے (یعنی لیاقت علمی اور کسی نوع کا سلیقہ آپ کو نہیں آیا)  
جواب ملا دہلی میں بھاڑ جھونکتے رہے۔ کانپور میں دو چار طلباء ایسے بھی تھے  
کہ بغیر سمجھے بوجھے پڑھ جاتے تھے کسی نے کہا اس پڑھنے سے بجز تفسیح اوقات  
اور فائدہ ہی کیا ہے جواب ملا چند سال میں سند بچائے گی وطن جائیں گے تو لوگوں  
میں مشہور تو ہو جائیں گے کہ ہندوستان میں سے جناب مولانا احمد حسن صاحب  
کانپوری جو فاضل اجل ہیں اُن سے پڑھ کر سند لیکر آئے ہیں۔ اگرچہ لیاقت علمی  
نہیں ہے مگر اُردو و فارسی کی کتاب میں مطالعہ کر کے غلط گوئی کو ذرا شیکہ پروری کر لیں  
اور کہیں نہ کہیں جہاں میں اڈہ جالیں گے۔ اُن سے کہا گیا کہ نیم حکیم خطرہ جان  
ونیم ملاحظہ ایمان مشہور ہے در صورت عدم لیاقت یہ وغض موجب ہلاکت و  
وایمان ہے۔ بعوض ہدایت اس میں ضلالت متصور ہے۔ جواب ملا ایمان  
جائے بلا سے یاروں کے حلوے مانڈے تو ہاتھ سے نہ جائیں گے  
لوگ گمراہ ہوں مضائقہ نہیں مگر دو وقتہ گوشت روٹی تو بچائے گی یہ تمام  
حالات نتائج جہالت ہیں فتدبر رباعی مذکور کے بعد یہ عبارت ہے (رسالہ)  
علم غیب حسب فرمایش مولوی رفیع الدین صاحب قد طبع فی المطبعہ فتح اللہ

خدا کی شان ایسی عبارت دیکھنے میں آئی کہ ہر فارسی دان و عربی دان اسکو  
 دیکھ کر پھٹک اُٹھے گا۔ اللہ اللہ کیا بندش ہے اگر اس کو عربی عبارت فرض  
 کریں تو ترکیب ہوئی رسالہ علم غیب مبتداء اور قد طبع الخ اُس کی خبر پھر  
 درمیانی مکرر حسب فرمایش مولوی رفیع الدین صاحب نہایت لطف کھارہا  
 ہے دراصل رفعت مآب کو تحت المیزاب لاکر دراز جہالت کا جلوہ دکھا رہا ہے  
 ماشاء اللہ چشم بدور کیا کہنا ہے۔ اور اگر فارسی عبارت تسلیم کیا جائے تو رسالہ  
 علم غیب حسب فرمایش مولوی رفیع الدین تک تو ٹھیک ہے مگر اُس کی خبر  
 یہ عربی فقرہ قد طبع الخ صاحب رفعت کو خیر انخطاط میں کر کے نچا دکھا رہا ہے  
 کیوں جناب اسی لیاقت پر ترجمہ کتاب کا دعویٰ یہ منہ اور یہ گرم مصاحفہ  
 مولوی حسین صاحب کو اپنی غلطیاں درست کر کے رسالہ شائع نہ کرنے  
 دیا اور فوجائے قبل از مرگ وادیا بڑی گرم گرمی سے فوراً یہ رسالہ علم غیب  
 شائع کر دیا۔ کیوں سچ کہنے منہ کے بل گرے یا نہیں۔ اگر زیادہ شوق چیرایا  
 ہے تو پھر دوبارہ لکھنے دیکھنے اب کے کیسی تردید ہوتی ہے قولہ سوائے  
 اللہ رب الغزوة اور کسی شخص کی غیب دانی ثابت ہے یا نہیں اہل سنت کا  
 کیا اعتقاد ہے جواب سوائے اللہ رب الغزوة کے اور کوئی شخص غیب دانی  
 نہیں اور جو کوئی شخص غیب دانی سوائے اللہ رب الغزوة کے کسی کو کہے کفر ہے بجا الیقین  
 لوزوج بشهادة اللہ ورسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر لا اعتقادہ ان  
 النبی صلعم یعلم الغیب اور آگے چلکر مختار الفتاوی وغیرہ کی عبارت  
 پیش لگئی ہے اقول بحول اللہ تعالیٰ وفتنار میں یہ مسئلہ اس طرح ہے



تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر اور اُس کے حاشیہ شامی  
 رد المختار میں ہے یکفر لانہ اعتقد ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم  
 عالم الغیب قال فی التائار خانہ فی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان  
 الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی الله علیہ وسلم وان السہل یعرفون  
 بعض الغیب قال الله تعالی عالم الغیب فلا یتظہر علی غیبہ احدا الا  
 ما یرتضی من رسول انتہی و مختار میں فقط قیل قول بعض وضعف پر دلالت  
 کرتا ہے اور شامی نے صاف رد کر دیا اور لکھ دیا کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ  
 اشیا و رسول الله صلعم پر پیش کئے جاتے ہیں انبیاء عظام بعض غیب کو پہچانتے  
 ہیں الله تعالی فرماتا ہے کہ نہیں ظاہر کرتا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مگر  
 جس سے راضی ہو گیا رسول سے اور بعض فقہاء نے مسئلہ مذکور کو بلفظ قالو  
 بیان کیا اور قالو غیر متحسن و غیر مروی عن الامم پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ  
 غنیۃ المستملی شرح نئیہ المصلی میں صاف مذکور ہے کہ جو مسئلہ فقط قالو سے بیان کیا  
 جائے وہ متحسن نہیں اور ائمہ سے مروی نہیں پس مرجوع ہونا اور ضعیف  
 ہونا ثابت ہوا۔ اور ملحوظی حاشیہ و مختار میں ہے قولہ یکفر لعل وجہ  
 انه حلال ما حرم الله تعالی لان الله تعالی لم یحل النکاح الا لشیء  
 من الجنس فاذا اعتقد الحل بغیر ذلک فقد خالف و فی شرح الملتقط  
 لانہ ادعی ان الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب اور  
 قال شیخ زادہ نقلاً عن التائار خانہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی  
 روح النبی صلعم فیعرف بعض الغیب قال الله تعالی فلا یتظہر



علی غیبہ احد الامن ارتضے مرسل یعنی کفر کی وجہ شاید یہ ہے کہ  
اُس شخص نے حلال و جائز سمجھ لیا اُس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام  
کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہیں حلال کیا نکاح مگر مجنس گواہوں سے  
پس جب اعتقاد کر لیا بغیر اس کے پس تحقیق خلاف کیا اور شرح ملتی میں ہے  
کہ اُس نے غیب دانی رسول کا اعتقاد کر لیا۔ اور سخی زادہ نے تاتار خانہ  
سے نقل کر کے کہا کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ رسول اللہ صلعم پر اشیا  
پیش کی جاتی ہیں پس بعض غیب کو آپ پہنچاتے ہیں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے  
کہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں کرتا مگر جس سے کہ راضی ہو گیا رسول سے  
طوطاوی نے کفر کی یہ وجہ قائم کی کہ انسان کے لئے انسان گواہ چاہئے  
یہی حکم خدا ہے کہ گواہ مجنس ضروری ہے اب جو اُس نے غیر مجنس کو گواہ  
بنایا تو خلاف حکم خدا کیا اور اخیر میں طوطاوی نے صاف بیان کر دیا کہ سخی  
زادہ تاتار خانہ سے نقل کر کے کہتا ہے کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ روح مبارک  
پر اشیا پیش کی جاتی ہیں اور آنحضرت صلعم غیب کو جانتے ہیں اور آیہ کریمہ  
غیب دانی کی دلیل ہے۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ جہاں مخالفت  
میں صرف احتمال قائم ہو جائے تو استدلال باطل ہوتا ہے اذ اجاء  
الاحتمال بطل الاستدلال اس پر شاہد حال ہے اور فیما غریبہ میں  
طوطاوی نے ایک گواہ مجنس کا احتمال قائم کر دیا جو استدلال کفر کو باطل  
کرتا ہے اور پھر اخیر میں جا کر صاف لکھ دیا کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء  
کو غیب پر اطلاع ہوتی ہے اور اسکو آیت سے مدلل کر دیا۔ پس باوجود

ان باتوں کے شخص مذکور پر کیا کفر کا اطلاق آسکتا ہے ہرگز نہیں۔ شرح فقہ  
الکبریٰ میں مذکور ہے کہ جب تک دلائل قطعیہ سے ثبوت نہ ہو لے کافر نہیں کہہ سکتے  
اور ملاحظہ کیجئے معدن الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے والصحیح ان

لا یکفر لان الانبیاء علیہم السلام یعلمون الغیب و یعرض علیہم الاشیاء  
الاشیاء ترجمہ صحیح یہ ہے کہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء  
علیہم السلام جانتے ہیں غیب کو اور اُن پر اشیا پیش ہوتے ہیں۔

خرائے الروایات میں ہے وفي المضمرات والصحیح انه لا یکفر لان

الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب و یعرض علیہم الاشیاء  
فلا ینکون کفرا ترجمہ اور صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیونکہ  
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے ہیں اور اُن پر اشیا پیش کئے جاتے ہیں  
پس نہیں ہوگا کفر اور مجموعہ خانی جلد ثانی میں ہے۔ در فتاویٰ حجتہ میگوید  
صحیح آنت کہ ایں مرد کافر نہ شود زیرا کہ اعمال بندگاں بر غمیر علیہ الصلوٰۃ  
والسلام عرض میکنند۔ یعنی فتاویٰ حجتہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر  
نہ ہوگا کیونکہ بندوں کے اعمال آنحضرت صلعم پر پیش کرتے ہیں۔ ان  
تمام کتابوں سے یہی معلوم ہوا صحیح یہ بات ہے کہ کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ  
انبیاء غیب جانتے ہیں اور اعمال امت اُن پر پیش کئے جاتے ہیں اور  
لفظ صحیح بمقابل فاسد مستعمل ہوتا ہے چنانچہ عیون البصار شرح  
اشباہ والنظائر میں مرقوم ہے پس صحیح کے مقابل قول کفر فاسد ہو کر  
مرد وہو گیا۔ خلاصہ یہ کہ ہماری تقریر سے قول کفر یا تو مرجع یا غلط ہو گیا

اوصحیح قول پر فتویٰ دینا چاہئے غیر صحیح پر ہرگز فتویٰ نہیں دیکھتے جیسا کہ شامی  
میں مذکور ہے واذا اذیلت بالصحیح او الماخوذ به او بالیقین  
او عالیہ الفتویٰ لم یفت بخالفۃ اس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر صحیح  
پر فتویٰ نہیں دیکھتے عینی شرح بخاری جلد تاسع صفحہ (۳۴۹) میں ہے

اخرج ابن المبارک فی الزہد وطریق سعید ابن المسیب لیس من  
یوم الا یعرض علی الخبۃ صلعم امۃ غلاتہ وعلشۃ فیحرف یسیامہم  
واعمالہم فلذلک یشہد علیہم یعنی نہیں ہوتا ہے کوئی دن مگر شام  
یکجا تہی ہے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر امت آپ کی صبح و شام پر پہچان  
لیتے ہیں آپ اُن کو ساتھ اُن کی علامتوں اور اعمال کے پس ایسا واسطے  
اُن کے گواہ ہوں گے روایت مذکورہ سے امت کا پیش کیا جانا صبح و  
شام اور حضرت کا اُن کو پہچانا اور گو اہی دنیا ثابت ہے پس باوجود  
عبارات فقہاء اور روایت مسطورہ کیا کفر کا اطلاق کوئی کر سکتا ہے ؟  
کفر کا اطلاق آسان نہیں دلیل قطعی اُس کیلئے ضروری ہے۔ پہلا قول  
مروج یا خلاف صحیح کوئی ذی عقل بھی دلیل قطعی کہتا ہے اب منصفین  
انصاف کریں کہ مؤلف صاحب بلا دلیل قطعی کا فرماتے ہیں اب یہ کفر  
کس پر پلٹا اور کون کا فرنا ہمارے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہیں  
عبارات فقہاء سے اس قدر تو نفع ہو گیا کہ غیب دانی انبیاء علیہم السلام  
کی ثابت ہو گئی اور مؤلف کی تردید تو بد اہتہ واضح ہو گئی کمالاً  
یخفی علی اہل العلم قول صحیح چھوڑ کر غیر صحیح فاسد قول نقل کرنا یہ عوام



کو دھوکا دینا نہیں تو اور کیا اور اگر مؤلف صاحب فرمائیں کہ مجھے ان روایتوں کی خبر نہ تھی تو جناب والا مہربانی فرما کر مددِ نظامیہ میں ابھی چند روز تحصیل علم کیجئے اس وعظ کوئی کو چھوڑ کر ذری محنت کر کے یاقوت پیدا کیجئے اُس وقت حقانیت آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گی اور اُس رد و قبح کی ضرورت نہ پڑے گی قولہ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمہم اللہ تعالیٰ احيانا و ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتبار اعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب بمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اقول یہ تو بہت درست اور بجا ہے ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ بالذات اور بالاستقلال غیب نہیں جانتے ہاں جو اللہ تعالیٰ نے معلوم کر دیا جانتے ہیں بالذات غیب دانی غیر خدا میں اگر تسلیم کیجائے تو مخالف آیت مذکورہ قل لا یعلم الا کہ ہوتا ہے اور خفیہ نے جو تصریح کفر کی کر دی ہے صحیح ہے بلکہ جمیع اہل سنت و جماعت کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اسی طرح وہ آیت ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الجنید بہا بھی نفی علم غیب بالذات کی ہے یعنی فی حد ذاتہ اور بلا واسطہ علم غیب کی نفی ہے اور علم غیب بہ اعلام الہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہے آیت شریفہ فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول اس پر دال ہے خلاصہ یہ کہ جو نفی علم غیب پر دلالت کرتی ہے اُس

سے مراد نفی علم غیب بالذات ہے اور جس آیت سے علم غیب ثابت ہوتا ہے اُس سے مراد علم غیب بتعلیم الہی وبالواسطہ ہے پس دونوں آیتوں میں وجہ مطابقت واضح ہوگی۔ اگر کوئی شخص دریافت کرے کہ یہ بالذات وبالواسطہ کا فرق اور اس پر وجہ مطابقت بین آیتیں کہاں سے نکالتے ہو تو میں کہتا ہوں کہ یہ کتب مرقومۃ الذیل سے ثابت ہے جامع الصغیر میں امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اما قوله لا یعلم فمفسر بانہ لا یعلمها احد بذاتہ ومرتباتہ الا یعنی یہ جو ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی علم غیب نہیں جانتا پس اسکی تفسیر اس طرح ہے کہ بالذات وبالاستقلال سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا امام نووی کتاب المنشورات وعیون مسایل المهمات میں فرماتے ہیں ما معنی قول الله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله وقول النبي صلى الله عليه وسلم لا يعلم ما في غدا الا الله واشباه هذا من القرآن والحديث مع انه وقع علم ما في غدا في معجزات النبي صلى الله عليه وسلم وكرامات الاولياء الجواب لا يعلم ذلك استقلالاً ولا علماً حاظاً لكل المعلومات الا الله واما المعجزات والكرامات فحصلت باعلام الله تعالى الانبياء والاولياء ولا استقلال لهم کیا معنی ہیں قول الله تعالى کے مجاہدے اے رسول کہ سوائے خدا کے کوئی غیب جانتا نہیں اور قول نبی کریم ہے کہ سوائے خدا کے کوئی کی بات کوئی جانتا نہیں حالانکہ معجزات نبی و کرامات اولیاء میں وقوع علم





اطلاعه علیہ السلام باعلام اللہ تعالیٰ فی تحقیق بقوله الامن ارتضا  
 من رسول ۛ ترجمہ لفظی ضرور نہیں خلاصہ یہ کہ احادیث بحسب  
 المعنی درجہ تواثر کو پہنچ گئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع  
 علم غیب پر ہوئی اور وہ آیتیں ہرگز منافی نہیں ہیں جن میں یہ ہے کہ سوا  
 خداوند تعالیٰ کے کوئی علم غیب جانتا نہیں کیونکہ اُن میں نفی علم غیب  
 بلا واسطہ کی ہے اور لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب پر مطلع  
 ہونا بہ تعلیم الہی متحقق ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ الامرا ترضیٰ من رسول  
 کے اور علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں ابن خازن تفسیر لباب لتاویل  
 میں اور دیگر محققین نے بھی فرمایا ہے کہ نفی علم غیب بالذات و بلا واسطہ  
 آیت میں مراد ہے اور بالواسطہ علم غیب دوسری آیت سے ثابت ہے  
 پس منافاة مرتفع ہو گئی اسی بنا پر ملا علی قاری نے بھی الاما اعلمہم  
 اللہ تعالیٰ کہکر ثابت کر دیا کہ جو علم خداوند تعالیٰ نے مرحمت فرما دیا اور  
 جن اشیاء پر اطلاع خود حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو دی وہ سب  
 ہے پس ثبوت علم غیب بالواسطہ ہو گیا ہاں بالذات علم غیب البتہ نفی  
 ہے اس طرح وہ جو مؤلف نے صفحہ (۱۲) و (۱۳) میں تحریر کیا ہے سبقی  
 نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے من زعم

ان یخبر الناس ما یكون فی غدا فقد اعظم علی اللہ القربۃ واللہ تعالیٰ  
 یقول لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ یہی مراد  
 ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جو شخص گمان کرے کہ آنحضرت

ما یكون فی غدا کی خبر دیتے ہیں پس اس نے افترا جاری کی اللہ پر کیونکہ  
 اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ غیب کی بات سوائے رب الغزوة کے کوئی جانتا  
 ہی نہیں۔ غرض یہ ہے کہ ما یكون فی غدا کا علم آپ کو بالذات اور  
 بالاستقلال نہیں۔ ہاں تعلیم الہی آپ کو علم غیب ہے۔ عینی شرح بخاری  
 جلد (۱۱) صفحہ ۵۲۰ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول (من حدثک انہ

یعلم الغیب فقد کذب) کے تحت میں فاما حدیث علی الرشول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یعلم منذ لا ما علم یعنی کوئی دعویٰ نہیں  
 کرتا کہ بلا تعلیم الہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے حضرت عائشہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کے تحت میں علامہ عینی نے فقرہ مذکورہ  
 تحریر کے ثابت کر دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہی غرض ہے کہ بلا واسطہ  
 علم غیب کی نفی ہے اور یہ اعلام الہی علم غیب کی نفی مقصود نہیں اور  
 رہا یہ امر کہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کقدر رحمت ہوا تھا  
 یہی شارح فقہ اکبر علا علی قاری کے قول سے اور دیگر دلائل قویہ سے  
 آئندہ تحریر کریں گے اور یہ بھی کہ علمائے فرقہ و ملیہ دربارہ علم غیب  
 کیا کہتے ہیں صفحہ (۴۲) میں مؤلف نے صدر الدین اصفہانی کی عبارت  
 نقل کی ہے وہ بھی ہمارے ہرگز مخالف نہیں بلکہ مفید مدعا ہے  
 کیونکہ انھوں نے پہلے علم غیب کی نفی کی ہے اور اخیر میں صاف  
 کہہ دیا ہے وطریق ہذا للتعلیم اما بالوحی والا لہام عند من جعلہ  
 طریقاً الی علم الغیب تو اب ہر ذی علم کہہ گیا کہ جب علم غیب



بذریعہ وحی والہام تسلیم کیا گیا تو نفی علم غیب سے مراد نفی علم غیب بالذات وبالاستقلال ہے یعنی بذاتہ علم غیب ثابت ہے اور یہی سہا مرعایہ اسی طرح وہ واقعہ جو چند عورتیں گارہی تھیں ان میں سے ایک عورت نے جب یہ مصرع کہا (فیما نبی یعلمہ ما فی غد) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا عیٰ ہذا وقولی غیر ذلک آپ نے منع فرمایا کہ اسے چھوڑ دے اور سوائے اس کے کہہ نہ کیونکہ اس میں اسناد علم غیب مطلقا کی میرے جانب ہوتی ہے اور مطلق علم غیب تو اللہ ہی کو سزاوار ہے چنانچہ لمعات میں مسطور ہے انما منعہن

کراہیۃ ان یسند علم الغیب مطلقا الی صلی اللہ علیہ وسلم و لا یعلم الغیب الا اللہ یعنی آپ نے منع کر دیا اون کو کیونکہ مکر وہ سمجھا اسناد بحسب الاطلاق (علم غیب مطلقا کی اپنی طرف حالانکہ یہ بحسب الاطلاق علم غیب اللہ ہی جانتا ہے اور ملا علی قاری مرقاة جلد ثالث صفحہ ۴۱۰) میں فرماتے ہیں او الکراہیۃ ان یدکر

فی اثناء ضرب الدف واثناء مرثیۃ القتلۃ لعلو منصبہ عز اللہ یعنی آنحضرت نے جو اس کو منع فرمایا اس کی وجہ یہ ہے چونکہ دف بجا کر وہ کہتی تھی اسلئے آنحضرت صلعم نے اثناء ضرب دف میں اپنے ذکر کو مکر وہ تصور کیا کیونکہ آپ کی شان عظیم ہے یا اسلئے کہ مرثیۃ مقتولین میں اپنے ذکر کو مکر وہ تصور کیا بسبب انے علو شان کے ۔ ان تو حیوں سے معلوم ہوا کہ فی نفسہ علم غیب کی نفی مقصود

نہیں کہیں کل کی بات نہیں جانتا بلکہ شریعہ مقتولین میں اثبات ضرب و  
میں میرا ذکر محجہ کو مکروہ و ناپسند معلوم ہوتا ہے اس کا طے آپ نے  
منع فرمایا کیا عمدہ توجہیات شارحین کر رہے ہیں لیکن مؤلف صاحب نے  
تو بسبب بغض و عداوت تنقیص شان نبوی کیلئے کمر بازہ رکھی ہے وہ ان  
علماء کی توجہیات کو کیوں بیان کریں گے دیدہ و دانستہ بغض ان کے  
عوام چھوڑ جائیں گے۔ ہاں اگر نفی علم غیب کا کوئی لفظ کہیں دیکھ پائیں گے  
تو اس کے نقل کیلئے موجود ہیں۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ صدر الدین اصفہانی کے کلام سے علم غیب بذریعہ  
وحی والہام ثابت ہے اور الہام سے علم غیب ہونا مؤلف نے یہاں تسلیم  
کر لیا اور رباعی مذکور میں حصر تھا کہ بغیر حضرت جبریل کے خبر دینے کے آپ کو  
غیب پر خبر ہوتی ہی نہ تھی تو اب دونوں عبارت میں تعارض و تخالف  
لازم آیا جو مؤلف کی عدم یاقوت کی نشانی ہے یا یوں کہا جائے کہ بھو  
دروغ گورا حافظہ ناشدہ مؤلف کو رباعی کا خیال نہ رہا قول بعض اشخاص  
کہتے ہیں کہ علم غیب اولیاء اللہ اور انبیاء کو عطا ہوا ہے اور قرآن میں  
موجود ہے فلا یظہر علی غیبہ احد الا امر ان تصی مر رسول یسنے  
نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو برگزیدہ کرے رسول سے  
پھر تم کیوں انکار کرتے ہو۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اس غیب میں ظلم  
نہیں بہت سی غیب کی باتیں ہم سمجھ جانتے ہیں مثلاً امام مہدی کا آنا  
اور نزول حضرت مسیح کا اور دجال کا آنا اور بہت سی چیزیں جو بہشت

و دوزخ میں ہونگی کہ ہم کو بوسیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معلوم ہوئی ہیں تو تمہارے قول کے موافق لازم آتا ہے کہ ہم بھی غیب کے جاننے والے ہو جائیں۔ اقول ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں مولف صاحب کہتے ہیں کہ تمہارے قول کے موافق یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ ہے اس لئے لازم آتا ہے کہ ہم بھی غیب داں ہو جائیں کیونکہ بالواسطہ ہمیں بھی بہت سی چیزوں کی خبر ہے اور جب ہم غیب داں نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی غیب داں نہیں ہو سکتے اُن کی غرض یہ ہے کہ بالواسطہ غیب دانی سے کچھ نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ بہت دوزخ و خروج و جال اور زلزلہ و سیح و دیگر امور کی بالواسطہ وقفیت سے کیا ہم غیب داں کہلائیں گے۔ پس بالواسطہ علم غیب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی غیب داں نہیں ہو سکتے نعوذ باللہ من الجور و البعد الکور مصرع بعد مدت کے کھلا راز تمہارے دل کا پتہ غالباً اسی بنا پر آنحضرت کو دہائی لوگ بڑا سبھائی کہتے ہیں کہ بس ذرا سافرق ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے معلوم کرا دیا اور ہمیں حضرت نے اطلاع دی نہ آپ کو علم غیب اور نہ ہمیں علم غیب کیوں خاب سچ فرمائے ان باتوں سے ایسا بیان رہتا ہے یا جاتا ہے کیا ایمان داری اسی کا نام ہے جو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے معجزہ ہوا اور جس کے باعث اعزاز شان مصطفوی ہو رہا ہے آپ کے نزدیک کچھ نہیں علم غیب رسول اللہ کے مقابلہ میں یوں کہا جائے کہ بہت سی باتیں ہم بھی جانتے ہیں لاهول ولاقوة

ص ۱۸، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دہائی لوگ بڑا سبھائی کہتے ہیں۔



خدا سے شرایتے تو بہ کیجئے کہ ابھی در تو بہ باز ہے۔ ملاحظہ ہو علم وہ شیئی ہے جس کے باعث آدم علیہ السلام کو فخر ملا کہ پر حاصل ہوا انفسیہ کبر جلد اول صفحہ ۳۹ میں ہے علم آدم الاسماء کلہا ثم عروہم علیہ صلی علیہ السلام بذالک کمال فضلہ وقصورہم عنہ فی العلم اور اسی جگہ کے صفحہ ۳۹ میں ہے ہذا الا یہ دالہ علی فضل العلم فاند سبحانہ ما اظہر

کمال حکمتہ فی خلقہ آدم الابان اظہر علمہ فان کان فی الامم وجود شیئی اشرف من العلم لکان من الواجب اظہار فضلہ بذالک الشئی لابل العلم یہ آیت فضیلت علم پر دالت کرتی ہے کمال خلقت آدم کو اس طرح ظاہر فرمایا کہ علم غایت کیا اللہ تعالیٰ نے اگر علم سے کوئی اور شئی بزرگی میں زیادہ ہوتی تو اظہار فضل میں وہی وجوباً پیش ہوتی معلوم ہوا کہ علم ایک بڑی نعمت ہے کہ آدم علیہ السلام کو ملا کہ کامسجود بنا یا گیا اور فرشتوں نے بسبب قصور علم سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا کہا اور تفسیر خازن میں الامرتی من رسول کے تحت میں ہے الا من یضبط فیلہ

لوسالته ونبوتہ فیظہر علی ما یشاء من الغیب حتی لیسئل علی نبوتہ بما یخبر بہ من الغیبات فیکون ذالک معجزۃ لہ وآیۃ دالۃ علی نبوتہ یعنی مگر جس کو رسالت ونبوت کیلئے برگزیدہ کرتا ہے پس ظاہر کرتا ہے اوپر اُس خیر کے کہ چاہتا ہے یہاں تک کہ اُس کی نبوت کی دلیل ہو جائے ساتھ اُس کے جو غیب سے خبر کرتا ہے پس یہ غیب دانی واسطے اُس رسول کے معجزہ اور نشانی ہوتی ہے نبوت پر تفسیر مذکور اور دیگر تفاسیر

میں صاف صاف موجود ہے کہ یہ غیب دانی بہ اعلام الہی انبیاء کیلئے  
 معجزہ اور علامت و نشانی نبوت ہے اب غور کرنے کی جائے ہے کہ جو  
 شئی کہ باعث افتخار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہاورد جو معجزہ و نشانی نبوت  
 ہو اُس کے متعلق یہ کہا جائے کہ ہم بھی بہت سی چیزیں جانتے ہیں  
 ماشاء اللہ چشم بدور تعصب و عداوت ہو تو ایسی ہو۔ معلوم ہوتا ہے  
 کہ مؤلف صاحب کے ذہن شریف میں یہ سمایا ہے کہ جو غیب بالذات  
 ہے پس اُسی مقام میں لفظ غیب داں بول سکتے ہیں ورنہ نہیں یہ  
 محض بالخیالیا ہے تمام مفسرین و فقہاء کی عبارت کو بغور معائنہ کریں  
 کہ تمام بالواسطہ علم غیب پر علم غیب دانی کا اطلاق کر رہے ہیں شامی  
 و طحاوی میں یعرفون الغیب مذکور ہے اور دیگر کتب فقہ میں علون  
 الغیب مسطور ہے کما مواں یہ ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ جو علم غیب  
 بالذات ہے وہ اعلیٰ ہے اور جو بالواسطہ ہے وہ اُس سے کم ہے یہی  
 مطلب ہے اُس عبارت کا جو مولف نے فتاویٰ برازیہ سے نقل کیا ہے  
 واما اعلام اللہ تعالیٰ الی قولہ لم یبق بعد الا اعلام غیباً یعنی جب اللہ تعالیٰ  
 نے خبر کر دی تو اب علم غیب بالذات نہ رہا بلکہ بالواسطہ ہو گیا اور اگر  
 یہ مطلب لیں کہ بعد الا اعلام مطلقاً علم غیب نہ رہا تو جملہ مفسرین و فقہاء  
 کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ تمام علماء بعد الا اعلام علم کو علم غیب تسلیم  
 کرتے ہیں اور غیب داں سمجھتے ہیں اور علم غیب بہ تعلیم الہی کو معجزہ و  
 صلی اللہ علیہ وسلم و دلیل نبوت رسالت تصور کرتے ہیں پس کسی دلیل

کے نزدیک یہ نہیں ہو سکتا کہ بعد الاعلام مطلقاً کسی نوع کا علم غیب نہیں رہتا پس بالبداهتہ واضح ہو گیا کہ مطلب یہی ہے کہ بعد الاعلام علم غیب بحسب الذات باقی نہ رہا بلکہ علم غیب بالواسطہ ہو گیا وھو المطلوب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس صحابی کو اس راز سے مطلع کیا وہ <sup>کچھ</sup> اُن کی کسی غلط ہوتی تھی حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ کی غلطی ملاحظہ کیجئے عینی شرح بخاری جلد سابع صفحہ ۶۵۲ میں ہے اسراذیہ خذیفۃ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلمہ من امور من

احوال المنافقین واموراً من الذی بین ہذا الامۃ فیما بعد وجعل

ذالک سراہینہ وبلینہ لایعلمہ غیرہ وکان عمر رضی اللہ عنہ اذا

مات واحد تبع خذیفۃ فان صلی علیہ وسلم عمر ایضاً والافاض

خذیفہ کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے منافقین کے حالات سے

اطلاع دی تھی اور وہ امور جو اس امت میں ہونے والے ہیں اُن کو

بتلا دیا تھا اور یہ بھید تھا کہ اُن میں سوائے اُن کے کوئی واقف نہ

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب کسی کا انتقال ہوتا تو

حضرت خذیفہ کا اتباع کرتے اگر خذیفہ نماز جنازہ پڑھتے تو حضرت عمر بھی

پڑھتے ورنہ نہیں پڑھتے۔ دیکھئے یہ علم اگرچہ اعلام بعد اعلام ہے حق تعالیٰ

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا اور آنحضرت نے خذیفہ کو مطلع

کیا تو اس علم سے بھی کقدر بزرگی خذیفہ کی ثابت ہوئی کہ وہ عالم سر رسول

صلعم کلائے چنانچہ کتب حدیث کے مطالعہ سے واضح ہے کہ حضرت عمر



کس قدر عظمت کرتے تھے مگر یہ یاد رہے کہ حضرت خدیجہ کو آنحضرت  
 کے علم سے شہ غایت ہوا تھا پھر بھی یہ عظمت سچی جو اوپر تحریر ہوئی  
 علم رسول ایک دریا ہے اور یہ بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے پس اسی طرح اگر  
 بعض چیزیں بطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیں معلوم ہو گئیں تو  
 بمقابلہ کفار و بدین ایک یہ بھی نعمت ہے کہ بسبب شرف ایمان ہمیں  
 یہ نصیب ہوئی جب خروج دجال و نزول مسیح ابن مریم ہوگا تو نصاریٰ  
 و کفار یہ تو کہیں گے کہ مسلمان سچے نکلے اس قول میں کہ وہ کہتے تھے کہ  
 ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور کے خبر دی تھی بس اس قدر  
 ہمارے لئے کافی و وافی ہے قولہ قبل اس کے علمائے دہلی و لکھنؤ وغیرہ  
 سے استفسار کیا گیا تھا کہ ایسے شخص کے حق میں جو معتقد غیب دانی  
 اولیاء انبیاء کو ہو کیا حکم ہے تو تمام علماء نے تحفیر کا حکم کیا اقول آپ نے  
 یہ جو لکھا ہے (علمائے دہلی و لکھنؤ وغیرہ) تو فرمائے کہ وغیرہ میں جو  
 واحد کی ضمیر ہے اُس کا مرجع کون ہے اگر دہلی و لکھنؤ کے طرف پھرتے  
 ہو تو جناب الادوہ و شہر ہیں واحد کی ضمیر تثنیہ کی جانب نہیں راجع ہو سکتی  
 اور اگر علماء کی طرف پھرتے ہو تو وہ صیغہ جمع ہے ضمیر واحد بطرف جمع  
 نہیں پھر سکتی کاش اگر آپ ہدایۃ الخو بھی پڑھ لیتے تو ایسی فاضل علم علی آپ  
 صادر نہیں ہوتی اور آپ کم لیاقت نہ ثابت ہوتے۔ بچہ بچہ بھی آپ کی  
 اس لیاقت کو دیکھ کر قہقہہ اڑا رہا ہے لیکن آپ کو اتنا خیال کہاں ہے  
 کہ باوجود عدم لیاقت پھر تحریر رسالہ پر آمادہ ہو گئے۔

اگر آپ یہ عذر و حیلہ کریں کہ یہ سہو کاتب سے غلطی ہو گئی ہے تو  
 جناب بن پھر مولوی یسین صاحب پر طوفان بے تمیزی کیوں باندھا گیا  
 آیت کریمہ فلا یظہر علی غیبہ احد الا امر ابی قحطۃ من رسول  
 کے معنی پس نہیں ظاہر کرتا ہے اپنے غیب پر کسی کو مگر جس سے کہ راضی  
 ہو گیا رسول سے سہو کاتب سے (نہیں ظاہر کرتا ہے) کی حکمت (نہیں دیکھا)  
 تحریر ہو گیا تو آپ نے اس قدر شور و شغب کیوں مچایا جب کہ آپ نے  
 سہو کاتب پر محمول کیا اسی طرح ہم بھی یہاں سہو کاتب پر محمول نہیں  
 کریں گے اب آپ اپنے حواریوں چارپنیے والوں سے کہیں کہ نعت  
 مآب وغیرہ کی غلطی کھا کر تحت المیزاب پڑے ہیں خدا را کوئی امداد کرے  
 اور نہایت طرب انگیز تو یہ امر ہے کہ مولف صاحب لکھتے ہیں جو معتقد  
 غیب دانی اولیاء و انبیاء کو ہو کیا حکم ہے۔ سبحان اللہ اُردو دانی آپ  
 پر ختم ہے سچ تو فرمائیے یہ (کو ہو) کونسا محاورہ ہے اہل مدراس اگرچہ  
 لفظ (کو) زیادہ بولتے ہیں مگر یہ آپ کا کوہنرا لا ہے۔ آپ لَعْنُ لکھنؤ کا  
 نام بذنا م نہ کریں ذرا اپنی اردو درست فرمائیں۔

دیکھئے صحیح اس طرح ہے (جو معتقد غیب دانی اولیاء و انبیاء کا ہو)  
 کے ماہو الظاہر اور یہ جو لکھا ہے کہ تمام علماء نے کفر کا حکم کیا بعض  
 غلط ہے رسالہ علم غیب میں جو فتوے نقل کئے گئے اُن پر خید اشخاص  
 کی مہر ہیں بعض تو غیر مقلد اور بعض غیر معتبر ہیں چند اشخاص کے  
 دستخطوں سے تمام علماء کا لفظ لکھنا یہ آپ کی جہالت و ابلہ فریبی



کی پوری نشانی ہے۔ مؤلف صاحب ضمیمہ کے صفحہ (۸) میں فرماتے ہیں صاحب رسالہ نے علم غیب کی تقسیم کر کے اپنے اجتہاد و تراشیدہ الفاظ سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ علم غیب انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تبسامہ عطا ہو گیا۔ صرف فرق اتنا ہے کہ علم الہی بالذات ہے اور ان کا علم بالعطا ہے۔ وہ قدیم یہ حادث۔ اور طرہ یہ کہ دلائل سے ثابت نہیں کر سکتے **اقول** وباللہ التوفیق مؤلف صاحب اپنے خیال خام میں سمجھ گئے ہیں کہ علم الہی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت ہو گیا۔ حملہ معلومات الہیہ پر علم رسول کا احاطہ ہو گیا صرف بالذات و بالواسطہ کا فرق ہے اور قدم و حدوث کا امتیاز ہے۔ افسوس صد افسوس چند کتب مناظرہ علم غیب جو فیما بین اہل سنت و جماعت و فرقہ و ہابیہ طبع ہو چکی ہیں اگر مؤلف صاحب ان کا مطالعہ کر لیتے تو اس یا وہ کوئی اور بیہودہ مسرہ کی نوبت نہ آتی اب ہم تحریر کرتے ہیں کہ علماء اہل سنت و جماعت کیا فرماتے ہیں اور وہابی لوگ کیا اعتقاد رکھتے ہیں مؤلف نے کئی جگہ لکھا ہے کہ مسئلہ اہل سنت و جماعت و ہابیوں کی طرف منسوب کیا گیا اور وہابیہ کو مقابل ٹھہرا کر تمام مذاہب پر ہاتھ پھیرا ہے ایسا ہی ان لوگوں نے لفظ و ہابی تراشا ہے مگر افسوس حقیقۃ الامر کو بیان نہ کیا۔ یا تو ابا فرسی بد نظریا جہالت و بلا دت کا ثمرہ ہے ناظرین ملاحظہ کریں علمائے اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ معلومات باری عزائمہ لا تعد ولا تحصى

افسوس صد افسوس چند کتب مناظرہ علم غیب جو فیما بین اہل سنت و جماعت و فرقہ و ہابیہ طبع ہو چکی ہیں اگر مؤلف صاحب ان کا مطالعہ کر لیتے

ہیں علم باری تعالیٰ شامل ہے جملہ موجودات و معدومات ممکنہ و ممکنات  
 ذاتیہ و مائتہ ترتیب علیہا الاثار و الاحکام کو یہ علم باری قدیم و بالذات  
 و بلا واسطہ مختص بذات باری تعالیٰ ہے یوحید فیہ و لا یوجد فی غیرہ  
 مسلم الثبوت ہے موجودات وہ اشیاء جو عدم سے وجود میں آگئی ہیں اور  
 آئندہ جو اشیاء کہ موجود ہونیوالی ہیں۔ اور معدومات ممکنہ وہ ہیں کہ ان کا  
 وجود ہوا ہے نہ ہوگا۔ مگر ان کا ظہور ممکن ہے اور ممکنات ذاتیہ وہ جبکہ وجود  
 محال بالذات ہے اور ان کے آثار و احکام بہر حال علم باری ان تمام موجودات  
 و ممکنات و ممکنات و مائتہ ترتیب علیہا الاثار و الاحکام کو شامل ہے اور  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان و یکون جو بعض ہے جملہ معلومات الہیہ  
 کا مرتبہ ہوا۔ ماکان و مایکون صرف موجودات کو شامل ہے ممکنات  
 و ممکنات و مائتہ ترتیب علیہا الاثار و الاحکام کو مگر شامل نہیں پس  
 بلحاظ معلومات الہیہ غیر متناہیہ علم ماکان و مایکون بعض ہوا مع ذالک  
 اس میں ذہول و نسیان تصور اور یحییٰ بالواسطہ و حادث ہے علم ماکان و  
 مایکون اگرچہ نسبت معلومات باری تعالیٰ بعض ہے مگر شامل ہے جملہ موجودات  
 کو جو عدم سے وجود میں آچکے یا آئندہ ہونیوالے ہیں ہاں علم الروح و علم السعۃ  
 میں بعض علماء نے خلاف کیا ہے مگر محققین نے اس کو بھی تحت علم رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم داخل کر دیا ہے۔ یہہ و فور علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 کمال نبوت پر وال ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے احاطہ علم رسول جملہ موجودات  
 پر بتلایا ہے اور وہ بہت درست ہے۔ اور پھر ظاہر ہے کہ جملہ موجودات کا علم

جلد ۱۰، قديم  
 ۱۰۰/۱۰۰

معلومات الہیہ کا بعض ہے کہ تمام پھر یہ تمام علم الہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا یہ کیونکر آپ سمجھے۔ اب آپ ہی اپنی لیاقت کا اندازہ فرمایا لیجئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے علم الہی کو صرف موجودات میں حصر کر دیا ہے اسی لحاظ سے علمی میں پڑے بید

کردنہ نالہ محزون نہر ارکی صورت : بغیر علم نہیں اعتبار کی صورت علماء اہل سنت و جماعت کا مسلک واضح ہو گیا۔ اب بخیر ظاہر کیا جاتا ہے

کہ وہابی لوگ کیا کہتے ہیں مولوی سلیمان صاحب دہلوی و مولوی

نذیر حسین غیر مقلد دہلوی و صدیق حسن خاں نواب بھوپال اور تمام وہابیوں کے سرگروہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کا یہ اعتقاد ہے کہ چند امور متعلقہ بشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبتلائے گئے علم غیب آپ کو ہرگز نہ تھا۔ آپ کو تو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی کہ میرا خاتمہ کیا ہو گا چنانچہ اسی محمد بن عبد الوہاب

نجدی نے کتاب التوحید و الشریک میں لکھا ہے انہ کان لا یعلم امر خاتمہ فی حال حیاتہ فکیف یعلم حال ثلاث المشرکین بعد

مما ینے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے خاتمہ کا حال اپنی زندگی میں جانتے نہ تھے تو بعد الموت ان مشرکین کا حال کیونکر جان سکتے ہیں اور اس کتاب التوحید و الشریک کا رد علماء عرب نے کیا ہے۔

مصابح الانام و جلاء الظلام فی رد شبه النجادی الذی ضل بہا العوام اس رسالہ کا نام ہے اعتقاد مذکور و دیگر عقائد باطلہ کے باعث علماء عرب نے تحریر کر دیا ہے صریحاً کہ یقیناً الوہابی النجادی فہو کافر یعنی جو شخص

اسماعیل دہلوی، نذیر حسین و صدیق حسن خاں بھوپالی اور تمام وہابیوں کے سرگروہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کا یہ اعتقاد ہے کہ چند امور متعلقہ بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبتلائے گئے علم غیب آپ کو نہ تھا۔ آپ کو تو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی کہ میرا خاتمہ کیا ہو گا۔ العباد باللہ



و ہابی نجدی کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ مؤلف رسالہ علم غیب نے بھی  
 اسی وہابی نجدی کا اتباع کر کے صفحہ (۲۰) میں مضمون مذکور کو نقل کیا ہے  
 اگرچہ وہ عبارت فتویٰ کی ہے لیکن جب کہ مؤلف نے بلا انکلا سے نقل کر دیا  
 تو پس تسلیم کر لیا لائدہ متردد فی امرہ غیر متیقن بنجاتہ یعنی تحقیق رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امر میں متردد تھے اور آپ کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا  
 اس فقرہ کے ترجمہ میں مؤلف نے جو چالاک کی اور سخا کی اس غرض سے کی کہ  
 کہ عوام اصل معنی سمجھنے نہ پائیں اُس کو ہم آئندہ اُس کے محل پر بیان کر دیں گے  
 اور وہابیوں نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ شیطان کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے علم سے زائد ہے چنانچہ براہین قاطعہ میں موجود ہے نعوذ باللہ من ذلک  
 الکفر الصریح واضح ہو کہ کتاب سیف المسلول علی منکر علم غیب الرسول  
 طبع ہو چکی ہے اُس کے اخیر میں علمائے ہندوستان - بریلی دکانو و علیگندہ  
 و بدایون و رامپور و علمائے دکن و بمبئی و حیدرآباد و سورت و مدراس  
 و بنگلور کے قدامت مند ہیں اور سب کے اخیر میں فتوے علمائے حرمین  
 شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا موجود ہے اُن تمام کا تحریر کرنا موجب  
 ملوالت ہے لہذا مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی و مولانا نذیر احمد خان  
 صاحب رامپوری و مولانا شاہ عبدالغفار صاحب بنگلوری کے فتاویٰ کا  
 خلاصہ مضمون تحریر کر کے علمائے کرام کی مہر میں اور اسمائے گرامی لکھ دینا  
 مناسب ہے اور چونکہ مولانا فضل اہل احمد خان صاحب بنگلوری کا فتویٰ مختصر  
 ہے اس لئے پورا نقل کر دیں گے۔ اور علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ

مذکورہ مولانا شہید  
 احمد گلوچکی صاحب  
 دیکھیں صفحہ نمبر ۵۵ پر  
 مطبوعہ کتب خانہ اعداد  
 دیوبند یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 فی بیانہ مانگتے ہیں  
 کہ اس فقرہ صریح ہے اللہ تعالیٰ

عیدیم  
 لیجئے  
 یا ہے  
 ت  
 ہا ہے  
 ی  
 باب  
 حیرت  
 آکھو  
 لو ہا  
 مر  
 بعد  
 پنی  
 سکتے  
 عوام  
 نے  
 شخص

بھی بسبب طوالت تلخیصاً تحریر کیا جائے گا اور حیدر آباد کے علماء کے اسامی گرامی حقد رطیع ہو چکے ہیں وہ مجنبہا تحریر کئے جائیں گے علاوہ ان کے اس مرتبہ اور چند حضرات کے نام جنہوں نے اب اپنی اپنی مہر و دستخط سے فتوے کو فرین کیا برج کئے جائیں گے ان فتاوے کے مطالعہ سے اظہر من الشمس وابدین من الامس ہو جائے گا کہ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان و مایکون مرحمت ہوا۔

یہ خلاصہ ہے اُن فتاویٰ کا جو مولانا احمد رضا خان صاحب دہلوی و مولانا محمد نذیر احمد خان صاحب رامپوری و مولانا سید عبدالغفار شاہ قادری نے تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرات علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم جمیع ماکان و مایکون و علم اولین و آخرین عنایت فرمایا اور کوئی شے آپ کے احاطہ علم سے باہر نہیں۔ یہ عمر و نہ کہہ کہ اس قول سے زید کا فر و مشرک ہو گیا قول عمر و کا کہ زید کا فر و مشرک ہو گیا حق ہے یا باطل بنیو! توجروا الجواب ہو تعالیٰ الموفق للحق والصواب زید اس قول سے ہرگز کا فر و مشرک نہیں ہوا اور قول عمر و کا باطل و ضلالت ہے اعتقاد زید آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے و اقوال علمائے سنت و جماعت سے ثابت ہے تفسیر آقان میں ہے قولہ

یہ خلاصہ ہے اُن فتاویٰ کا جو مولانا احمد رضا خان صاحب دہلوی و مولانا محمد نذیر احمد خان صاحب رامپوری و مولانا سید عبدالغفار شاہ قادری نے تحریر فرمایا ہے۔

تعالیٰ مافرطنا فی الكتاب من شیئی وقوله تعالیٰ ونزلنا علیک القرآن  
 بتیاننا لکل شیئی اس کے چند سطور کے بعد ہے عن ابی بکر بن مجاہد  
 انه قال یوما ما من شیئی فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ تعالیٰ اس سے واضح  
 ہے کہ ہر ایک چیز عالم کی کتاب اللہ میں موجود ہے اور چند سطروں کے بعد  
 ایک عالم کا قول ہے لوضاہلی عقلا بعیر لوحہ ذہنی لکتاب اللہ تعالیٰ  
 او اسی تفسیر اتقان کے جملہ ثانی میں ہے وفیہ من اسماء الالہا وضربا لکوا  
 والمشروبات والمنکوحات جمیع ما وقع ووقع فی الکائنات ما یحقق  
 معنی قوله مافرطنا فی الكتاب من شیئی تفسیر اس ابیان (صفحہ ۵۲)  
 تحت آیہ کریمہ ونزلنا علیک الكتاب بتیاننا لکل شیئی کے ہے دھو  
 کتابہ المکنون وخطابہ المصنون بخبر عما کان ویکون مرکب لحد  
 وکل علم اس کے چند سطور کے بعد ہے قال ابو عثمان لمغربی فی الکتاب  
 بتیان کل شیئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھو المبدی بتیان الکتاب  
 اس سے تمام جمیع وہ چیزیں جو موجود ہو چکی ہیں اور دنیا میں آئندہ موجود  
 ہوں گی اور ہیں ان سب کا بیان قرآن میں موجود ہونا اور آنحضرت صلعم  
 کا بین فی عالم ہونا ان تمام کا واضح ہے اگرچہ ہم جیسے لوگ سمجھ نہیں سکتے  
 لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں  
 سمجھ سکتے تھے اور دلالت کا کچھ ایک طریقہ نہیں ہے بہت طرق خفیہ ہیں  
 جو ان طرق سے واقف ہیں وہی مدلولات خفیہ کلام پاک کو پہچانتے ہیں  
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة کے دیباچہ میں آیت وہ بکل



شیخی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی نسبت ہونا فرماتے ہیں و  
 ہو بکل شیخی علیہ دوی صلی اللہ علیہ وسلم وانا ست بہمہ چیز از شیونات  
 ذات الہی و احکام و صفات حق و اسماء افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و  
 باطن اول و آخر احاطہ نمودہ اس سے واضح ہے کہ جمیع علوم اشیاء کا  
 آپ کو احاطہ حاصل ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وقال اللہ ما کان حد  
 یفتقری و لکن تصدیق الذی یدیر یہ و تفصیل کل شئی جب کہ  
 قرآن مجید میں ہر شئی کا بیان ہے اور اہل سنت کے مذہب میں ہر شئی  
 ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش سے تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات  
 کل شئی میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتاب لوح محفوظ بھی ہے تو  
 بالضرورت یہہ بیانات محیطہ اُس کے بیانات کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے  
 اب یہ بھی قرآن مجید ہی سے پوچھ دیجئے کہ لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے  
 قال اللہ تعالیٰ وکل صغیر و کبیر مستطہر ہر چھوٹی بڑی چیز سب کچھ لکھی  
 ہوئی ہے قال اللہ تعالیٰ وکل شئی اسصیدنہ فی امامہ بین ہر شئی  
 ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرما دی ہے وقال اللہ تعالیٰ ولا حجة  
 فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کوئی دانہ  
 نہیں زمین کی اندھیرائیوں میں اور نہ کوئی تر نہ خشک مگر یہ کہ سب ایک  
 روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے اور اصل میں مبرہن ہو چکا کہ کھوہ حیر نفی  
 میں مفید عموم ہے اور لفظ کل افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص  
 ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت

نہیں۔ پس بحمد اللہ نص صریح قطعی الدلالة سے روشن ہوا کہ ہمارے  
حضور سرورِ دار و دعوالم صاحب قرآن کو اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات ماکا  
و مایکون الی یوم القیامتہ جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق  
و غرب سما، و ارض و عرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ  
رہا۔ بخاری شریف میں بروایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ حدیث ہے

قال قام فینا النبے صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق  
دخل اهل الجنة منازل لهم اهل النار منازل لهم احدث اس کے حاشیہ  
بخاری مطبوع جلد اول صفحہ ۵۳ میں ہے والغرض انہ اخبر عن المبدء

و المعاش و المعاد جمیعا قال الطیبی دل ذالک علی انہ اخبر عن جمیع  
احوال المخلوقات بجوالہ کرانی و خیر جاری لکھا ہے تو طیبی و کرمانی  
صا و خیر جاری محمد اللہ تعالیٰ نے اس حدیث بخاری شریف کی دلالت اس  
پر بتائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع احوال مخلوقات کی خبر دی  
پس آپ کو جمیع احوال مخلوقات کا علم ہوا ساتھ بیان علمائے مذکورین اہل سنت

و جماعت کے ثابت ہوا اور عینی شرح بخاری صفحہ ۲۱۲ جلد (۱۷) افتح البابی  
جلد (۶) صفحہ ۲۴۱ اور قطلانی شرح بخاری جلد (۵) صفحہ ۲۱۲ اور طاعلی قاری  
کی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد (۵) صفحہ ۳۲ میں ہے واللفظ للعلیانی فیہ

دلالة علی انہ اخبر فی المجلس الواحد جمیع احوال المخلوقات من  
ابتدائها الی انتہائها و ما فی ایراد ذالک کلمہ فی مجلس واحد  
ام عظیم من خوارق العادة و کیف دل خطیہ جو اجمع العلم



مع ذالک پس غیبی طبعی کرمانی خیر جاری و علی قاری و عقلا فی قسطاً  
ان تمام کے نزدیک حدیث صحیح سے یہ ثبات ہے کہ آپ کو علم جمیع احوال  
مخلوقات کا تھا یہ علم جمیع ماکان و مایکون نہیں تو پھر کیا ہے - عمرو جزید  
کو کافر و مشرک بتاتا ہے تو کیا ان علماء موصوفین اہل سنت و جماعت  
کو سبھی کافر و مشرک کہے گا صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن اخطاب انصاری  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز  
فجر کے بعد غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے

سوا کچھ کام نہیں کیا فاخذنا بما ہوکائن الی یوم القیامۃ فاعلمنا  
احفظہ پس خبر دیا ہم کو ساتھ اس چیز کے جو قیامت تک ہونے والی ہے  
ہم سے زیادہ اعلم جو تھا اس نے زیادہ یا در ہاترندی شریف میں حضرت  
معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا فراتہ عز وجل وضع کفہ بین کتفہ فوجد قہ بردانا ملہ  
بین یندیی فتجلے لی کل شیئ و عرفت میں نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا  
کہ اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینہ میں اسکی  
ٹخنہ ک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے  
سب کچھ پہچان لیا امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور انھوں نے  
بخاری سے دریافت کیا تو امام بخاری نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے  
اور اس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
اسی بیان معراج منامی میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تَعْلَمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے  
 سب کچھ میرے علم میں آگیا شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں  
 اس حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں بس دانستم ہرچند آسمانہا و ہرچہ در  
 زمینہا بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں  
 نسائی شریف میں یہ حدیث ہے رأیت فی مقامی لهذا حل شیعی ہوئی  
 نسائی مطبوعہ نظامی صفحہ ۲۲۳ حاشیہ جلال الدین سیوطی میں علامہ کمال الدین  
 حنفی صاحب غنایہ شرح ہدایہ کی شرح مشارق سے یہ منقول ہے قولہ  
 فی مقامی يجوز ان يكون المراد به مقام الحسی وهو المنذر ويجوز ان  
 يكون المراد به المقام المعنوی وهو المقام المکاشفۃ والتجلی بالخصر  
 الخمسة التي هي عبارة عن حضرة الملک والملکوت والارواح والغیب  
 الاضافی والغیب الحقیقی فانه البرزخ الذي له التوجه الى کل النقط  
 الدائرة بالنسبة الى الدائرة صلواة الله عليه وسلامه یہ علامہ حنفی  
 جو عالم ملک و ملکوت و ارواح و غیب اضافی و غیب حقیقی تمام کا آپ کے  
 سامنے حاضر ہونا اور تمام کا آپ کے طرف متوجہ ہونا اور آپ کا مانند  
 نقطہ دایرہ کے بہ نسبت دائرہ کے ہونا فرماتے ہیں تو ان کے کلام سے  
 بھی معلوم ہوا کہ آپ کے علم کا احاطہ ہر جمع ماکان و مایکون کے ہے  
 اور عینی شرح بخاری جلد (۸) صفحہ (۶۹) اور قسطلانی مطبوعہ مصر جلد (۶)  
 صفحہ (۸۵) اسحوا الدلائل النبویۃ بیہقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو  
 اشعار پڑھنا منقول ہے ان اشعار میں یہ شعر ہے۔

والشہد ان اللہ لا رب غیرہ ؛ و انت مامون علی کل غائب  
 ان اشعار کو سن کر آپ کا ضحک فرما لکھا ہے جس سے واضح ہے کہ آپ  
 کے نزدیک بھی یہ اقربا ت ہے کہ کل غائب شئی پر آپ مامون و محب  
 ہیں۔ اب یہ عمر کس کس کو کا فر بنائے گا۔ امام احمد سند اور ابن سعد  
 لمقات اور طبرانی معجم میں سند صحیح حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ  
 سے اور ابو یعلیٰ و ابن فضال و طبرانی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے میں لقد ترکتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ما یحک  
 طائر جتا حیدہ فی السماء لا ذکر لئنا منہ علیا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ہیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پرمانیو والا ایسا نہیں کہ جس کا  
 علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرما دیا ہو نسیم الیاض شرح شفا  
 قاضی عیاض و شرح زرقانی للہوایب میں ہے ہذا تمثیل لبیان  
 کل شیء تفصیلا تارکة و اجمالا آخری یہ ایک مثال وی ہے  
 اس کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان کر دی کبھی تفصیلاً اور  
 کبھی اجمالاً۔ مواعب امام احمد قسطلانی میں ہے ولا شک ان اللہ تعالیٰ  
 قد اطلعہ علی ازیل مرذلات و القی علیہ علم الاولین و الآخرین  
 کچھ شک نہیں اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس سے بھی زیادہ علم دیا اور تمام  
 اگلوں اور پچھلوں کا علم حضور پر تھا کیا۔ طبرانی معجم کبیر اور نعیم بن حماد  
 کتاب الفتن اور ابو نعیم طیب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ قد رفع لی الدنیا



فَاَنَّا نَظَرْنَا إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَمَا نَاظِرُ  
 إِلَى كَفِّهِ هَذَا جَلِيلًا نَامُرُ اللَّهُ جَلَالَهُ لِنَبِيَّهِ كَمَا جَلَالَهُ لِنَبِيِّهِ مَرْقُوبًا  
 بِشَيْئَاتِ اللَّهِ غُزُوبًا لَمْ يَمِرْ سَامِعٌ دُنْيَا أُنْصَحِي سَبَّ تَوَيْسُ أَسَهِ اَوْر  
 جَو كَچھ اُس میں قیامت تک ہوئی والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں  
 جیسے اپنی اس قبلی کو دیکھتا ہوں اُس روشنی کے سبب جو اللہ نے  
 اپنے نبی کے لئے روشن فرمائی جیسے مجھے پہلے انبیاء کیلئے روشن فرما  
 تھی۔ امام اہل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ اُم القری میں فرماتے  
 ہیں وَسَمِعَ الْعَالَمِينَ جَلِيلًا وَحَلَمًا يَعْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا  
 حَلَمَ اَوْر عِلْمِ تَمَامِ جَانِ كُوْمِيْطِ هُوَ اِمَامُ ابْنِ خَرَكِي اُس کی شرح افضل القری  
 میں فرماتے ہیں لَانَّ اللَّهَ تَعَالَى اَطْلَعَهُ عَلَى الْعَالَمِ فَقَعَلَهُ عِلْمًا وَلا وَلِيْنَ  
 وَالْآخِرِينَ وَمَا كَانَ وَمَا يَكُونُ بِشَيْئَاتِ اللَّهِ غُزُوبًا لَمْ يَمِرْ حَضُورًا قَدَسَ  
 كُوْمَامِ جَانِ پَر اَطْلَاعِ نَخَشِي تَوَسُّبِ اَكْلُوْنَ كَچھلوں اور مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ  
 كَمَا عِلْمِ اُپ کو حَاصِلِ ہُو گِیَا عَلَامَةُ خَفَاجِي نَسِمْ الرَايَضِ میں فرماتے ہیں  
 اِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَتْ عَلَيْهِ الْخَلَائِقُ مِنْ بَلَدَانِ اَدَمَ  
 عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ فَعَرَفَهُمْ كُلَّهُمْ حَمَا  
 عِلْمِ اَدَمِ الْاَسْمَاءِ اَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَبَّ لِكِرِ قِيَامَتِ تَكُّ كِي تَمَامِ ثَلُوْتَا  
 اَلْبِي حَضُورِ سَيِّدِ عَالَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پَرِیْشِ كُنْے گئے تھے اُپ نے  
 سب کو پہچان لیا جس طرح اَدَمَ صَفِيَّی اللہ کو تَمَامِ تَمَامِ سَكَمَلَاے گئے  
 تھے۔ شَاہِ وَلِيَّ اللہ عَدَثِ وَبَلُوْی فِیَوْضِ الْحَرَمِیْنِ میں فرماتے ہیں

لَمْ يَمِرْ  
 كَمَا عِلْمِ  
 حَمَا  
 عِلْمِ  
 اَلْبِي  
 حَضُورِ  
 سَيِّدِ  
 عَالَمِ  
 صَلَّى  
 اللَّهُ  
 عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ  
 پَرِیْشِ  
 كُنْے  
 گئے  
 تھے  
 اُپ  
 نے  
 سب  
 کو  
 پہچان  
 لیا  
 جس  
 طرح  
 اَدَمَ  
 صَفِيَّی  
 اللہ  
 کو  
 تَمَامِ  
 تَمَامِ  
 سَكَمَلَاے  
 گئے  
 تھے  
 شَاہِ  
 وَلِيَّ  
 اللہ  
 عَدَثِ  
 وَبَلُوْی  
 فِیَوْضِ  
 الْحَرَمِیْنِ  
 میں  
 فرماتے  
 ہیں



فاضل علیٰ مرتبہ المقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیفیۃ ترقی العبد من

حیوۃ الی حیوۃ القدس فلیجلی لہ کل شیء کما انہ خبر عنہ فی المشہد

فی قصۃ المعراج المناہی حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ قدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فائز ہوا کہ بندہ اپنے مقام سے مقام

قدس تک کیونکر ترقی کرتا ہے کہ ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے جس طرح

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مقام سے معراج

خواب کے قصہ میں خبر دی امام اہل محمد و مہدی شرف الحق والدین رحمہ اللہ

قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں - -

فان من جودک الدنیا وضرہا و من علومک علم اللوح والقلم

یعنی یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوان جود و کرم سے ایک

ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں ماکان و مایکون مندرج ہے

حضور کے علوم سے ایک علم و حصہ ہے۔ مولانا ملا علی قاری زبدہ شرح

برودہ میں فرماتے ہیں تو ضیحہ ان المراد بعلم اللوح ما ثبت فیہ

من البقوش القدسیۃ والصور الغیبیۃ و بعلم القلم ما ثبت فیہ کما

شاء و الاضافۃ لادنی ملابسۃ و کون علمہما من علومہ صلی اللہ

علیہ وسلم ان علومہ متنوع الی الکلیات و الجزئیات و حقائق و

دقائق و عوارف و معارف متعلق بالذات و الصفات و علمہما

انہما یکون سطران سطور علمہ و تہرا من بحور علمہ ثم مع هذا

ہو من بركة وجودہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی توضیح اس کی یہ ہے

کہ لوح کے علم سے مراد نقوش قدس و صور غیب ہیں جو اس میں نقوش ہو  
 اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا اُس میں ود  
 رکھی ان دونوں کے طرف علم کی نسبت ادنیٰ مناسبت کے باعث ہے  
 اور ان دونوں میں حسب قدر علوم ثابت ہیں اُنکا علم محمدی سے ایک پارہ ہونا  
 اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں  
 علوم کلیہ و علوم جزئیہ و علوم حقایق اشیا و علوم اسرار خفیہ اور وہ علوم  
 اور معرفتیں کہ ذات و صفات حق تعالیٰ سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے  
 جملہ علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی سطروں سے ایک سطر  
 اور اُن کی دریاؤں سے ایک نہر ہیں با ایں ہمہ وہ حضور ہی کے وجود کی  
 برکت سے تو ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو لوح و قلم کہاں ہوتے۔ اب منکرین  
 مرض القلوب اپنا پیٹ پھاڑیں اسی پر تو مرے جاتے تھے کہ آنحضرت کیلئے  
 علم ماکان و مایکون الی یوم القیامت مانا جاتا ہے اب نصیبوں کو سر پر  
 ہاتھ دھر کر روئیں کہ ملا علی قاری کے کلام سے ثابت ہو گیا کہ علم ماکان  
 و مایکون علم محمدی کے سمندروں سے ایک نہر اور اُس کی بے انتہا موجوں  
 سے ایک لہر ہے۔ اور تفسیر حسینی میں سورہ لقمان کی ابتدا میں ہے یا مومن  
 وہی تعالیٰ بیان اُنچہ بود و ہست و باشد چنانچہ مضمون فعلت علم الاولین  
 و الاخرین ازین معنی خبر دوہ۔ یعنی معلوم کرادیا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا جیسا کہ حدیث فعلت الخ  
 اسی سنی کی خبر دی رہی ہے اس سے بھی ثبوت علم ماکان و مایکون

ہو گیا تفسیر لغوی سورہ آل عمران میں وما کان اللہ یطلعکم علی الغیب  
 ولکن اللہ یختبئ صریحہ مریشاء کی شان نزول میں ہے وقال السدی  
 قال رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم عرض علی امتی فی صورہا فی  
 الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یومن بی ومرتے کفر فبلغ  
 ذلک المنافقین قالوا استہزاء زعم صلی اللہ علیہ وسلم انه یعلم  
 من یؤمن بہ ومن یکفر صریح مخلوق بعد وغرمجہ وما یعرفنا فبلغ  
 ذلک رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم فقام علی المنبر فحمد اللہ وأثنی  
 علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنونی علی لا تسئلونی عرشہ فیما  
 بینکم و بین الساعۃ الا انکم بہ فقام عبد اللہ ابن خدا فافۃ السہمی  
 فقال من ابی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خذ افۃ فقام عمر  
 فقال یارسول اللہ رضینا باللہ (با وبالاسلام دنیا وبالقرآن اما ما  
 ویک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم فهل منتمہون ثم نزل علی المنبر خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مجھ پر پیش لگینی جیسا کہ آدم علیہ السلام  
 بتلائے گئے تو پہچان لیا میں نے کون شخص مجھ پر ایمان لائے گا اور  
 کون نہ لائے گا پس منافقوں کو یہ خبر پہنچی انھوں نے مذاق اور  
 استہزاء سے کہا کہ محمد زعم کرتے ہیں کہ جو لوگ منہوز پیدا نہیں ہوئے میں  
 ان کو پہچانتا ہوں کہ کون ایمان لائے گا اور کون شخص کفر کرے گا اور  
 ہم تو آپ کے ساتھ ہیں اور آپ ہم کو نہیں پہچانتے ہیں پہنچی یہ بات



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس آپ منبر پر کھڑے ہو کر اپنے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے قوم کا کہ میرے علم پر طعن کرتے ہیں قیامت تک جو چیزیں ہونیوالی ہیں دریافت کرو میں ان کی خبر دیتا ہوں عبد اللہ بن حذافہ بھی کھڑے ہو کر پوچھے یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپ فرمائے تیرا باپ حذافہ ہے پھر حضرت عمر کھڑے ہو کر عرض کئے یا رسول اللہ رضی اللہ عنہما و بالاسلام دینا و بالقرآن اما کا و ملک نبیا پھر آپ منبر سے اترے۔ تفسیر صفیاء وی میں اس روایت سدی مذکورہ بالا کو مختصر طور سے نقل کیا گیا ہے جو چاہئے دیکھ لے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں پس معلوم ہو کہ اہل ایمان تو علم غیب رسول کو تسلیم کرتے ہیں مگر منافقین اعتراض کرتے ہیں اور باتباع منافقین فرقہ وہابیہ کے سرغنہ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے کتاب التوحید و الشریک میں لکھا ہے انہ کان لا یعلیہ امر خالفتہ فی حال حیو نہ فکیف یعلم

سلطان ظہور بغیر ملاحظہ کریں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس درجہ خوش اعتقاد اور ابد تک سبحان اللہ ادب اور اعتقاد کے ہی معنی ہیں اور کتب حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا اوقات ایسا اتفاق ہو کہ کوئی معاملہ پیش کیا گیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ کے رد پر یہ عرض کیا کہ اللہ و رسولہ اعلم یعنی اللہ و رسول خوب جانتے ہیں خدا و رسول کو ساتھ ہی بیان فرماتے تھے یہ ہٹکا خلوص و اعتقاد ہے اور ایمانداروں کی یہ علامت و نشانی ہے اور ایک یہ وہابی لوگ ہیں کہ کہتے بھرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم نہ تھا وہ معلوم نہ تھا کہ گستی دے دے ادبی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے منافقین کے یہ رے متبع ہیں ہاں اہل سنت و جماعت ادب و خلوص میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پیرو ہیں الحمد للہ علی ذلک۔

حال تلك المشركين بعد مہاتہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
زندگی میں اپنے خاتمہ کی خبر نہ تھی پس بعد الموت مشرکوں کا حال کیونکر  
جان سکتے ہیں انکار علم غیب میں وہابی لوگ منافقوں کے خلیفے ہیں  
اور بعض اُن میں سے اپنے مدعاے باطل کی سندیں لکھتے ہیں کہ خود  
نحر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم  
الحديث اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی  
علم نہیں افسوس ہے اُن کی حالت پر کہ تنقیص شان نبی کی کیسی جرأت  
کرتے ہیں احادیث صحیحہ میں اس کا نسخ موجود ہے پھر بھی یہ لوگ شراب  
نہیں اپنی شرارت سے باز نہیں آتے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ جب  
یہہ آیا کریمہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر او تری یعنی  
بخشدے اللہ واسطے آپ کے سب اسلے اور پھیلے گناہ صحابہ نے عرض  
کی ہنیئاً لک یا رسول اللہ حضور کو مبارک ہو خداوند تعالیٰ نے  
صاف بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا۔ اب یہہ رہا کہ ہمارے  
ساتھ کیا کرے گا اس پر آیت اتری لیدخل المؤمنین الی جہنم  
تعالیٰ فوزاً عظیمًا تاکہ داخل کرے اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں  
اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہرین بہتی ہیں ہمیشہ ہیں  
اُن میں اور مٹا دے اُن سے اُن کے گناہ اور یہہ اللہ کے یہاں بڑی  
مراد پانا ہے۔ یہہ آیات اور اُن کے امثال بے نظیر اور یہہ صریح جلیل  
شہیرامیوں کو کیوں نہیں سمجھائی دیتی۔ لطف تو یہہ ہے کہ شیخ محقق

وہابی لوگ منافقوں کے خلیفے ہیں۔

قدس اللہ سرکہ کی طرف اسناد کیسے جرات و وقاحت ہے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ  
مدارج شریعت میں یوں فرمایا ہے۔ اینجا اشکال می آید کہ در بعض روایات  
آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من بندہ ام منید اتم  
آپجہ دیس میں دیوار است جوابش آنست کہ میں سخن اصلہ نہ اردو  
روایت بدان صحیح نشدہ است ترجمہ اس جا اشکال لاتے ہیں کہ آنحضرت  
نے فرمایا کہ میں بندہ ہوں دیوار کے پیچھے کی بات نہیں جانتا۔ جواب اس کا  
یہ ہے کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں ہے اور یہ روایت صحیح نہیں ہے۔  
اور امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ لا اصل لہ کہ یہ محض بے اصل ہے  
امام ابن حجر مکی نے فضل القری میں فرمایا لہ یعرف لہ سند اس کیلئے  
کوئی سند نہ پہنچانی گئی اور وہابیوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان لعین کا علم زیادہ ہے نعوذ باللہ من ذلک  
حضور اقدس عالم ماکان و مایکون کے علم سے شیطان کا علم زیادہ کہے  
اُس کا جواب اس دنیا میں کیا ہو سکتا ہے انشاء اللہ التقیاء  
روز جزا اس کی سزا پائیں گے۔ یہاں اس قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ طہر  
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانا اور توہین کرنا ہے پس  
یہ کلمہ کفر نہیں تو اور کیا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ  
لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعدلہم عذابا مہینا جو لوگ  
ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اُس کے رسول کو اُن پر لعنت فرمائی ہے  
اللہ نے دنیا و آخرت میں اور اُن کیلئے تیار رکھی ہے ذلت والی ما


ص ۱۰۵ مطبوعہ کتب خانہ  
امدادیہ دیوبند پوئی انڈیا  
مضف، عطوی، رشید احمد  
گروہی دیوبند



ذرا ان لوگوں کو غیرت نہیں کہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی خبر نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا حالانکہ نہیں خیال کرتے اُن آیتوں کو جو اوپر گزریں اور نہیں خیال کرتے بہت سی آیتوں کو جن سے صاف ہویدا ہے کہ حق تعالیٰ نے صاف طور سے بیان فرمادیا  
وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّا جَعَلْنَا نَارَ سِجِّينَ قَرِيرَةً ۚ وَالْأُولَىٰ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْآخِرَةِ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّا جَعَلْنَا نَارَ سِجِّينَ قَرِيرَةً ۚ وَالْأُولَىٰ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْآخِرَةِ ۚ

عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے یوم لا یغزی اللہ العینے والذین

آمنوا معہ نورہم سینیٰ بین ایدیکم و با یا نعم جس دن اللہ رسوا  
نکرے گا بنی کو اور اُن کو جو ساتھ اُن کے ایمان لائے نور اُن کے

آگے اور دامنہ جو لان کرے گا عسیٰ  ان یبعثک ربک مقاما

محموداً ۱۔ قریب ہے کہ رب تمہارا تمہیں ایسے مقام میں بھیجے گا کہ جہاں

اولین و آخرین سب تمہاری حمد کریں گے اور بخت آیتیں ہیں جن سے

مضمون سابق ثابت ہے اور ترمذی شریف میں انس بن مالک رحمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اول الناس خروجا

اذا بعثوا وانا قائلہم اذا وفلا وانا خطیبہم اذا انصتوا وانا

مستشفہم اذا جلسوا وانا مبشرہم اذا ایشوا لکم کرامة والمقام

یومئذ بیدی و لواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی

ربی بطوف علی الف خادم کا تخم بیض مکتون اولو لومئذ

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کا حشر ہوگا سب

نفسی

پہلے منزلِ اطہر سے میں ہر آؤنگا اور جب وہ سب دم بخود رہیں گے تو انکا  
خطبہ خوان میں ہوگا اور جب وہ روکدئی جائیں گے تو ان کا شفاعت خواہ  
میں ہوگا اور جب وہ ناامید ہوں گے تو انہیں بشارت دینے والا میں  
ہوں گا غرت دینا اور تمام کنجیاں اُس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ لواءِ اکبر  
اُس دن میرے ہاتھ میں ہوگا بارگاہِ عرت میں میری غرت تمام اولادِ  
آدم سے زائد ہے۔ ہزار خدمتگار میرے ارد گرد طواف کریں گے گویا  
وہ گردوغبار سے پاکیزہ انڈے محفوظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی ہیں  
بکھرے ہوئے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں دربابِ شفاعت  
بخاری شریف و مسلم شریف وغیرہ میں مندرج ہیں جن سے صاف معلوم  
ہے کہ مرتبہ آپ کا اور جلوہ آپ کا بروزِ حشر کس اعزاز کے ساتھ ہوگا۔  
با ایں ہمہ فرقہ و ہابیہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے  
خاتمہ کی خبر تھی۔ افسوس صد افسوس نعوذ باللہ من ہذا الکفر الصیح اور یہ  
جو ثبوت علمِ غیب کیا گیا آیاتِ نافیہ لعلم الغیب غیر اللہ کے ہرگز منافی نہیں  
کیونکہ اُن میں نفی علمِ استقلالی و بذاتہ و بلا واسطہ اصالت کی مراد ہے  
چنانچہ شرح شفا خاجی میں ہے ہذا لا ینافی الا یات الدالۃ علی انہ

لا یعلم الغیب الا اللہ تعالیٰ فان المنفے علمہ من غیر واسطۃ واما

اطلاہہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق بقولہ تعالیٰ فلا ینظر

علی غیبہ احلا اس سے واضح ہے کہ علمِ غیب بالذات و بلا واسطہ ہوگا  
خداوند تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطہ

و بہ اعلام الہی امور غیب پر مطلع ہونا متحقق ہے پس آیتوں میں منافاة نہ ہوگئی۔ امام نووی اپنے فتاویٰ میں اور شیخ عبدالحی محدث دہلوی مدایح میں اور علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں عدم منافاة کی توجیہ یہی بیان کرتے ہیں کہ جن آیتوں میں نفی علم غیب ہے اُن سے مراد نفی علم بذاتہ صالئہ کی ہے اور بالواسطہ وہ تعلیم الہی علم غیب آپ کو ثابت ہے اور شامی نے تصریح کر دی ہے کہ دعویٰ غیب دانی بنفسہ کا کرے تو کفر ہے بنفسہ کی قید سے واضح ہے کہ اگر بہ اعلام الہی و مسند الی سبب من اسباب اللہ ہو تو کفر نہیں اور معارض نص کے یہی غیب دانی بذاتہ نہ باعلام الہی تفسیر خازن مطبوعہ مطبعہ مبینہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۵۷ تحت آیت کریمہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب کے ہے و اما نفی عن نفسہ

الشریفة هذه الاشياء تواضعاً لله تعالى واعترافاً بالعبودية وان لا يقتصر حوا علیہ الایات اسی جلد کے صفحہ ۱۵ آیت لو كنت اعلم الغیب لاستكثرت من الخير كمت تحت میں فان قلت قل اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات و قد جاءت احادیث فی الصیحہ بذلك وهو من اعظم معجزاته صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینه و بین قوله لو كنت اعلم الغیب لاستكثرت قلت محتمل ان يكون قاله صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ تعالیٰ علیہ و یقدرہ لے و محتمل ان یکون قال ذلك قبل ان یطلعه اللہ عز وجل علی الغیب



فلما اطلعه الله عز وجل اخبر به كما قال فلا يظهر على غيبه احدا  
 الا من ارتضى من رسول او يكون هذا الكلام مخرج الجواب  
 من سوء لهم ثم بعد ذلك اظهر سبحانه تعالى عن اشيائه <sup>خبر</sup> فاجاب  
 عنها ليكون ذلك معجزة له ودلالة على صحة نبوته صلى الله عليه  
 وسلم اس سے صاف واضح ہے کہ بہت سی صحیح حدیثوں میں آیا ہے  
 آپ نے علم غیب سے خبر دی اور آیت لو كنت اعلم الغيب الخ  
 اگر میں علم غیب جانتا تو بہت کچھ خیر جمع کر لیتا ان احادیث صحیحہ کی مخالفت  
 معلوم ہوتی ہے پس ان دونوں میں جمع و وجہ تطبیق کیونکر ہے پس جب  
 یہ بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ بطور تواضع  
 وعجز و بسبیل ادب ہو۔ یا یہ وجہ ہے کہ نفی علم غیب قبل الاطلاع ہے  
 اور جو اللہ تعالیٰ نے علم غیب غایت فرمایا پھر آپ نے غیوبات سے خبر دی  
 جیسا کہ آیت فلا يظهر علی غیبہ احدا اس پر شاہد ہے یا یہ کہ  
 ہو جائے یہ کلام ان کے جواب میں پھر اللہ تعالیٰ نے بعد اس کے  
 علم غیب غایت فرمایا پس آپ نے غیوب کی خبر دی تاکہ یہ معجزہ ہو جا  
 اور آپ کی صحت نبوت پر دلیل ہو جائے الغرض یہ بیانات مذکورہ سے  
 احاطہ و شمول علم رسول باعلام الہی ثابت ہو گا و دربارہ علم روح و وقت  
 قیام ساعت مثلاً اختلاف درمیان اہل سنت ہے۔ شرح الصدور علامہ  
 جلال الدین سیوطی میں ہے لقد قبض النبي صلى الله عليه وسلم  
 و ما يعلم الروح و قال طائفة بل علمها وهو نظير اختلاف في علم

الساعة اذ تاويلات امام ابو منصور ماتریدی میں اسی طرح ہے  
اور یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کے چھپا نیکا  
حکم نہ تھا اور عینی شرح بخاری جلد ۱ صفحہ (۶۱۲) میں آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کو علم روح ہونا ثابت کیا ہے اور امام غزالی ایضاً العلوم میں  
متعلق بیان روح کے فرماتے ہیں ولا تظن ان ذلك لم يكن مكشوفاً  
لرسول الله صلى الله عليه وسلم يعني نكمان کر کہ علم روح  
حضرت کو نہ تھا بلکہ علم روح تھا اور اپنے رسالہ مضمون صغیر میں فرماتے  
ہیں هذا سؤال عن سر الروح الذي لم يؤذن الرسول الله صلى الله  
عليه وسلم في كشفه لمن ليس اهلاً له ترجمہ یہ سوال ہے کہ ہمیں ان دن  
دے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اُسکی اطلاع غیب کو دیوں ارشاد الہی  
شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ (۱۷۸) میں ولا يعلم متى تقوم الساعة  
(احمد) الا الله الامن ارتضى من رسول فانه يطلعه على ما يشاء من  
غيب والولی تابع لہ یاخذ عنه انتہی یعنی کوئی علم قیامت جانتا نہیں  
مگر جس سے کہ اللہ راضی ہو گیا اس کو اطلاع اپنے غیب پر کرتا ہے اور  
ولی اللہ رسول اللہ کے تابع ہیں اُن سے اخذ کرتے ہیں بعض نادان یہ  
سمجھتے ہیں کہ علم جمیع ماکان و مایکون اگر آنحضرت کو ہو جائے تو مساوات  
علم الہی سے نہایت ہوتی ہے اور یہ شرک ہے تو یہ خیال خام ہے اس لئے  
کہ اگر وہ معتقد اس کے ہیں کہ خدا سے تعالیٰ کو فقط اسبقہ جمیع ماکان و  
مایکون کا علم ہے وعالم یکن ولم یکن ولیرى عن ابدان من الممکنات

الصرفۃ ومن الممكنات المستحيلة بالغیب ومن المستحيلات الذوات  
وما یترتب علیہا بضر الوجود کا علم اللہ تعالیٰ کو نہیں ہے تو وہ خدا  
تعالیٰ کے علم کی تنقیص کر کے اپنے ایمان کو برباد کرنے والے ہیں اگر  
اس کے متفقہ نہیں تو پھر مساوات بتانا فقط جمیع ماکان و مایکون کے علم  
کے حصول سے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن کی اقیس تھا  
یا عناد و کتمان حق دیدہ و دانستہ ہے اور لفظ شے نز وکیل اہل حق حقیقاً موجود  
ہی پر اطلاق پاتا ہے نہ معدومات پر اور نہ مستحیلات پر اور علم خدا تو شامل  
ہے جمیع موجودات و ممکنات معدومہ و متعنت ذاتیہ و مایترتب علیہا  
الاتار و الاحکام کو پس مساوات کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں  
علم الہی استقلال ازلی قدیم اور علم رسول بالواسطہ غیر استقلال پس دعویٰ  
مساوات محض جہالت ہے اور اُس پر طرہ شرک و کفر کا لگانا محض ضلالت  
ہے ایسے لوگ خواہ مخواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفور علم میں  
تنقیص و تخصیص ایسے جیلے و حوالوں سے کرتے ہیں اور آپ کی طرف  
نسبت جہالت کی کرتے ہیں ایسی تنقیص و نسبت جہالت کرنے والے  
حکم شفا و شرح الملا علی قاری کے جلد (۲) صفحہ (۳۹۷) و (۴۲۹) کو دیکھ کر  
معلوم فرمائیں اور جو جو شبہات یہہ لوگ کرتے ہیں رسالہ السیف المسلول  
علی منکر علم غیب الرسول میں ان کے جوابات شافیہ موجود ہیں اس فتوے  
میں گنجائش اسکی نہیں اس واسطے متروک کئے گئے واللہ سبحانہ تعالیٰ  
الموفق للحق والصواب الیہ المرجع والمآب صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ و صحابہ



# مواہیرِ علمائے بریلی و بدایون و دہلی



نصیر الدین حسن خاں

محمد رضا خاں قادری  
محمد عبد الرحمن عروت

محمد عبد القادر البدایونی

سلطان محمد تاج احمدی

دہلی

محمد عبد الرشید عفی عنہ مدرس

عبد القیوم القادری البدایونی

عبد القادر عفی عنہ

# مواہیرِ علمائے حیدرآباد دکن ریاست نظام

محمد خلیل الرحمن

نادر الدین

دکن

محبوب نواز الدولہ  
مفتی اول

دکن

مصطفیٰ قادری

دکن

سید عبدالحی

دکن

محمد جمیب الرحمن

دکن

ابن بخش شاہ خفّی قادری نقشبندی  
چشتی نظامی فخری عفی عنہ

خواجہ شرف الدین قادری

دکن

عبد الصمد عفی عنہ

عبد الوہاب احمد تنظیم مدرسہ  
ابو المصطفیٰ

سید اعظم علی	ولی محمد خاں طالب العلم مدرسہ ابو العلامی	محمد عبد الغنی و الشیخ اعظم مدرسہ ابو العلامی
سید غلام غوث شطاری کان اللہ لہ	سید عمر علی شاہ قادی عفی عنہ	سید ممتاز
محمد تقی قادری	سید محمد علی شطاری عفی عنہ	عبد النبی الامی سید حیدر شاہ انحقی المتادری
<p>صورت مذکورہ سوال میں عمر و کا زید کو مشرک و کافر کہنا باطل ہے اس واسطے کہ زید نے اپنا یہہ اعتقاد بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا ہے یہہ ہرگز شرک نہیں۔ ہاں جو شخص مختص بذات باری تعالیٰ ہے وہ کسی دوسرے کے واسطے ثابت کرنا بیشک شرک ہے۔ جمیع اشیاء کا علم بالذات اور بلا واسطہ ہونا مختص بذات باری جل جلالہ ہے۔ مگر زید نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بالذات و باستقلال عالم جمیع اشیاء ہونا بیان نہیں کیا پس زید کافر و مشرک کہنا بیجا و باطل ہے واللہ اعلم۔</p>		
<p>بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ</p>		
<p>۱۲ ربیع الآخر ۱۳۰۰ ہجری المقدس از مقام علیک حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب لاحقہ و لاحق غایت فرمایا جو لوگ علم غیب رسول کا انکار کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں</p>		

محمد عبد الکرم مدنی رُسنہ نظامیہ کی یاد دکن

بیشک جمیع اشیاء کا علم بالذات صفت مختصہ باری تعالیٰ ہے اس میں  
غیر کو شریک کرنا شرک ہے اور علم غیب یا واسطہ کو کفر و شرک کہنا بھی اور مجھے بوجہ لکھا ہے

واللہ اعلم

بندہ ضعیف مجتہد محمد حسین مدنی رُسنہ نظامیہ آباد کرنفی عنہ

واضح ہو کہ مولانا بشیر الدین صاحب نے اپنی کتاب منیر الدین میں تحریر  
کیا ہے کہ جو مضمون کہ دربارہ علم غیب وغیرہ مولانا غلام دستگیر صاحب  
تصوری نے تحریر فرمایا اُس پر علماء حرمین شریفین کی مہر ثبت ہیں  
پس چونکہ وہ مضمون بہت طویل تھا لہذا حسب الارشاد حضرت الحاجی اماد  
صاحب مہاجر کی مضمون علم غیب کی تلخیص کی گئی پھر اُس پر حضرت حاجی  
صاحب نے مہر کی اور اُس وقت کہ مغلطہ میں مولانا انوار اللہ خاں صاحب  
چیمہ استاد میں حیدر آباد دکن جو مشاہیر علماء عظام سے ہیں موجود تھے آپ نے  
بھی دستخط سے مزین کیا اور بعض علماء حاضرین نے بھی دستخط دے دیے  
کیں خلاصہ اُس کا تحریر کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا۔

شیطان لعین کے سمعت علم کو نصوص قطعیہ سے ثابت جاننا اور عالم  
علوم الاولین والآخرین صلی اللہ وسلم علیہ وعلتہ وجمعین کے سمعت علم  
کو شیطان کے علم سے کم کہنا تو ہین ہے کیونکہ شرعاً ثابت ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم اعلم مخلوقات ہیں۔ تفسیر منشا پوری میں آیہ فاوحی  
الی عبدہ ما اوحی کے تحت میں لکھا ہے والظاہر انھا اسرار وحقائق



ومعارف لا یعلمها الا الله ورسوله تفسیر مدارک و خازن وغیرہما  
 میں ہے وعلمک من خفیات الامور واطلعت علی ضمائر القلوب  
 مسلم شریف میں بروایت عمرو بن الخطاب وارد ہے قاضی بنایا مکان  
 و بما هو کائن پس خبر دیکھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چیز کی  
 جو ہو چکی اور ہونیوالی ہے اور مواہب لدنیہ میں ہے اخراج  
 الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم  
 ان الله قد رفع لنا نيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن الى  
 يوم القيامة کانا انظر الى کفی هذه اس حدیث کو امام سیوطی نے  
 خصائص کبریٰ میں نقل کیا ہے۔ پس بشہادت قرآن و حدیث علمائے  
 اہل سنت و جماعت نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو علم ماکان و مایکون حاصل ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے شفا میں  
 اور علامہ علی قاری نے اُسکی شرح میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی  
 نے مدارج النبوة وغیرہ میں اس پر تصریح کی ہے۔ ماکتب فی ہذا  
 القسط اس صحیح لاریب فیہ

عبدالحق عفی عنہ

تحریر بالاصح و درست ہے موافق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے  
 کاتب کو جزائے خیر دے۔

محمد امداد اللہ فاروقی

محمد نور الدین

محمد حمزہ

محمد انوار اللہ رئیس حیدر آباد دکن

الجواب صحیح

# مواعیر علمائے بکھئی و سورت و بنگلور و مدراس

عبد الغفور عفی عنہ خادم الشرع قاضی شیخ محمد قاضی اسماعیل ابن

قاضی غلام علی

مجلد اللہ الخلیل خادم المتسک الشرع قاضی اسماعیل

مرزا محمد

محمد عمر الدین حسن

محمد عبدالرزاق بن نقشبندی

احمد ابن مولوی شیخ عبدالقادر در المحتکر

محمد صدیق مدرس رشتہ علی و تہتم مدرسہ ہاشمیہ بمبئی

محمد عبدالقادر

سید حسن

قاضی سید شاہ عبدالقدوس قادری بنگلوری ناظم مدرسہ قدوسیہ جامع العلوم

فستردین

احمد علی

سید محمود قادری

محمود بن صنبہ اللہ کان اللہ لہما

سید عبدالباسط میر مدرس مدرسہ جامع العلوم

محمد عظیم الدین

محمد قدرت حلیم



عبد اللہ

نقل فتویٰ علامہ دھرمپا مہ عصر کمال اجل عالم باعلیٰ حادی فرد  
واصول جامع معقول و منقول مولانا مولوی احمد حسن صاحب چشتی  
صابری کانپوری خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

زید قول و اعتقاد مذکور سے کافر و مشرک نہیں ہے اس لئے کہ کفر انکار  
وجود امور قطعیہ ثابتہ بادلہ شرعیہ کا نام ہے اور رسول مقبول صلی اللہ  
علیہ وسلم کا عالم الغیب نہونا اولہ قطعیہ قطعی الدلالۃ سے ثابت نہیں  
غایت ثانی الباب بعض آیات کریمہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا الف  
صلوٰۃ سے نفی علم غیب کی بطور ظاہر کے ثابت ہوتی ہے اور بعض دیگر سے  
ثبوت علم غیب ہوتا ہے۔ پس علمائے محققین نے اُن میں تطبیق کیا  
طور دی ہے کہ علم غیب بالذات و بلا واسطہ تعلیم باری عز اسمہ نہ تھا  
اور بواسطہ تعلیم حق تھا پس علم غیب ہو ابھی اور نہ بھی ہو یا اعتبار  
جہتیں پس کسی شق میں کفر نہیں ہے اور اشراک شرع میں نقیض توحید  
شرعی کی ہے اور توحید شرعی بحسب اعتقاد علمائے نھوا ہر و بعض ضوئہ  
کرام یہ ہے کہ مستحق عبادت بجز ذات حق سبحانہ تعالیٰ کے دوسرا  
کوئی نہیں ہے اور یہی مفاد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا ہے پس  
اشراک اثبات و اعتقاد دوسرے معبود کا نام ہے اور بعض ضوئہ  
صافیہ کے نزدیک توحید اثبات و اعتقاد ایک موجود حقیقی کا نام ہے



پس اشترک اثبات و اعتقاد و موجود حقیقی کا نام ہوگا اور نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات علم غیب سے دو معنی اشترک کے نہیں  
ہوئے پس زید کیونکر مشرک ٹھہرا اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ  
اثبات و اعتقاد صفات مختصہ ذات باری عز اسمہ کا غیر باری عز اسمہ  
اشترک ہے۔ چنانکہ فرعون عوام اور بعض علمائے ظواہر یہی ہے  
تب بھی زید اعتقاد مذکور سے کافر و مشرک نہیں بنتا اس لئے کہ خاصہ  
باری عز اسمہ در بارہ علم غیب یہ ہے کہ علم بالذات امور غیبیہ کا خوا  
وہ موجود فی الحال و موجود فی المآل و فی الماضی ہوں خواہ معدوم  
ازلا و ابد خواہ امور کونیہ سے ہوں خواہ غیر کونیہ سے بایں طور کہ گنا  
غفلت و نسیان پہنچ نوع اُس پر طاری نہ ہو۔ خاصہ حق سبحانہ تعالیٰ  
ہے اور کوئی شخص حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کیلئے ایسا  
علم ثابت نہیں کرتا بلکہ زید یہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت نبی کریم  
علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کو علم امور کونیہ اور احاطہ اُن کا عنایت کر دیا  
ہے نہ یہ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم استقلال  
جمع امور کا ہے خواہ کونی ہو خواہ غیر کونی۔ اہل باطن و کشف جو  
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں لکھتے  
ہیں اور کہتے ہیں اگر عمر و سنے گا خدا جانے کیا کہے گا۔ اب میں کچھ  
عبارت ابرز مطبوعہ مصر کی نقل کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو کہ اہل باطن  
و کشف حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ کی شان مبارک میں کیا

اعتقاد رکھتے ہیں شمالاً ارواح مختلفہ فی هذا التمزیز علی قدر  
 بالاطلاع فمن الارواح من هو قوی فی الاطلاع ومنها من هو ضعیف اقوی الاثر  
 فی ذلك روحه صلی اللہ علیہ وسلم فانہا لم یحب عنہا شیئی من العالم  
 فہی مطلعة علی عرش وعلوہ وسفلہ و دنیا و آخرہ و نارہ  
 وجنتہ لان جمیع ذلك خلق لاجلہ صلی اللہ علیہ وسلم فتمیزہ  
 علیہ السلام خارق بہذا العوالم باسرها فتمیزہ فی  
 اجرام السموات من ایز خلقت و متخلخلت و خلقت فی این <sup>تصیر</sup>  
 فی جرم کل سماء الخ الی ان قال و کذا ما بقی من الجہوالم و لیس فی  
 هذا امر اسما للعلم القدیم الازی الذی لانہایہ لمعلومات  
 و ذلك لان ما فی العلم القدیم لم ینحصر فی هذا العالم فان اسرار  
 الربوبیۃ و اوصاف الالہیۃ التی لانہایہ لہا لیس من هذا العالم  
 فی ثبئی ثم الروح اذ احبت الذات امدتھا بهذا التمزیز فذلک  
 كانت ذاتہ الطاہرۃ صلی اللہ علیہ وسلم تمیز ذلک التمزیز السابق  
 و تخرق بہ العوالم کلھا فسیحان من شہا و کرمھا و قدرھا  
 علی ذلک انتم صفحہ ۴۴ کتاب الابریر الذی تلقاہ بنجم العرفان  
 الحافظ سیدی احمد بن مبارک عن قطب الواصلین سیدی  
 عبدالعزیز الدباغ اور صاحب ابریز نے اپنے شیخ عبدالعزیز رحمہ  
 سے نقل کیا ہے بعد نقل ایک حکایت عجیب و غریب کے و لقل  
 رایت ولما بلغ مقاما عظیما وهو انه يشاهد المخلوق بالباطنة

والصامدة والوحوش والحشرات والسموات ونجومها  
 والارضين وما فيها وكرة العالم بابرها تستعمل منه ويسمع  
 اصواتها وعلامها في لحظة واحدة ويمس كل واحد بما يحتاجه  
 ويعطيه ويصلحه مرعياً ان نشغله هذا عن هذا بل اعلى العالم  
 واسفله بمنزلة مرهب في حيز واحد عندة ثم يرسم هذا الولي  
 فينظر فيرى مددة مرغيرة وهو النبي صلى الله عليه وسلم من الحق  
 سبحانه فيرى الكل منه تعالى ابريز صفحة ٢٥ واعظم الارواح  
 علما واقواها نظار روحه عليه الصلوة والسلام لانها عيوب  
 الارواح فهي مطلعة على جميع ما في العوالم كما سبق دفعة  
 واحدة مرعياً ترتيب ولا تدرج ثم لما وقع الاصطحاب بنبيها  
 وبن ذاتها الطاهرة صلى الله عليه وسلم املتها بعدام الغفلة  
 حتى صارت الذات مطلعة على جميع ما في العالم مع عدم طوق  
 الغفلة لها في ذلك لكون الاطلاع ليس الاطلاع فان اطلع  
 الروح دفعة واحدة من غير ترتيب واطلاع الذات على  
 سبيل التدرج والترتيب بمعنى انها ما من شيء تتوجه اليه في  
 العالم الا وتعلمه لكن علمه لا يحصل الا بالتوجه فاذا توجهت  
 الى شيء آخر علمته وهكذا حتى تاتي على ما في العالم فلهذا  
 التسلط في العلم على ما في العالم ولكن بتوجه بعد توجه  
 ولا تطبق الذات ما تطبق الروح من حصول ذلك وقعة



واحداً وکذاً ای مختلفان فی عدم الغفلة فانه فی الروح علی نحو ما  
سبق تفسیره واما فی الذات فهو بالنسبة الی توجهها بمعنی انها اذا  
توجهت الی شیء یفوتها ولا یلحقها و فی توجهها الیه سهو ولا غفلة  
والانسیان واما اذا التمتوجه الیه فانها قل تغفل عنه ویقع لها  
فیه السهو والنسیان ولهذا قال صلی اللہ علیہ وسلم کما فی  
صحیح البخاری انما انا بشر انسی کما تنسون فاذا نسیت تذکروا فی  
قال ذلک صلی اللہ علیہ وسلم حین وقع له السهو ولما مر

ابریر صفحہ (۲۵) د

دل مرتضیٰ  
ہان احمدین

کتبہ احمدین عنہ مقیم کانپور

واضح ہو کہ وہ فتویٰ جو مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری نے تحریر  
فرمایا اور اُس پر علمائے حرمین شریفین کی تقریطیں اور مہرِ ثبت پر بسبب  
طوالت بالاستیعاب نقل نہیں کرتے بلکہ مختصراً تحریر کر کے علمائے موصوفین  
کے اسمائے گرامی درج کریں گے وہ ہوندا۔

والدلائل القطعیۃ علی وسعۃ علمہ صلی اللہ علیہ وسلم منها آیۃ  
فاوحی الی عبدہ ما اوحی وعلمک ما لم تکن تعلم وقال المحدث اللہلوی  
فی ملایح النبوة فی باب المعراج قال صلی اللہ علیہ وسلم اوتیت  
علماً الاولین والآخرین والاحادیث الصحیحۃ مثبتۃ توسعۃ علمہ  
صلی اللہ علیہ وسلم متہما ما فی بدأ الخلق فی الصحیح البخاری عن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً

فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار  
 منازلهم قال الطيب دل ذلك على أنه أخبر عن جميع أحوال الخلق  
 وفي الصحيحين عن حذيفة قال لقد خطبنا النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 خطبة ما ترك فيها شيئاً إلى قيام الساعة قال العبد في حاشيته على  
 البخاري قوله ما ترك فيها شيئاً من الأمور المقدرة من الكائنات  
 في كتاب الفتن وأشراف الساعة وصحيح مسلم عن حذيفة قال أخبرني  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فأخبرنا بما كان وما هو كائن  
 وفي المشكاة فبطل في كل شيء وعرفت قال الحديث الداهلوى تحته  
 پس ظاهر شد روشن شد مراد چيز از علوم و شناختم همه را الخ و قال  
 العلامة القسطلاني في المواهب إذ لا فرق بين موته وحيا نه في  
 مشاهدته لا مته ومعرفته بأحوالهم ونياتهم وغرائهم وخواطرهم  
 وذلك عندك جلي إخفاء به فهذه الآيات والأحاديث الصحيحة  
 نصوص صريحة في أنه صلى الله عليه وسلم أطلع على جميع أحوال  
 الموجودات والأمور المقدرة من الجائزات وما كان وما يكون  
 فعلم أن انكار اعتقاد علمه صلى الله عليه وسلم لا يقول واحد  
 من المسلمين سوى البوهابين من المجنّدين فقطعوا وأبرأ القوم الذين  
 ظلموا وألحق الله رب العالمين

مفتی الحفیہ عثمان بن عبد السلام و اختانی مدنیہ منورہ

عبدالحی ہاجر الہ آبادی

سید محمد علی بن طاہر مدرسہ عظم مدرسہ مینہ منورہ

عبد اللہ النوری

اسماء گرامی مدرسین مدرسہ صلوئیہ

محمد سعید محمد نور سید عظیم حسین عبد السبحان غفلت علی محمد رحمت مہاراجا

ان تمام تحاریر بالا سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان و مایکون من جانب اللہ حاصل تھا اور بعض اعتراضات جو وہابی لوگ کرتے ہیں اُس کا جواب بھی دیدیا گیا اور مؤلف صاحب نے رسالہ علم غیب میں چند اعتراض کئے ہیں اُن کا جواب بھی دیدیا جائے گا مگر پہلے اشارہ کیا گیا تھا کہ مؤلف نے غیر متیقن نجات کے ترجمہ میں بہت ہی غت و غلو کیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ اُس کو میان کر دیا جائے۔ رسالہ علم غیب میں جو فتویٰ نقل کیا گیا ہے اُس میں صفحہ ۱۲ میں یہ فقرہ ہے (۱) نہ متروک فی امورہ غیر متیقن نجاتہ لما صحیحہم الاجادیت الخ اس کا ترجمہ مؤلف نے صفحہ (۲۴) میں اس طرح بیان کیا ہے اس لئے کہ تردد رکھا گیا ہے کام میں اُن کے نہیں یقین کرنیوالے ہیں اُس کی نجات کا جیسا کہ صحیح ہوا ہے احادیث سے (۲) (۱) نہ میں ضمیر واحد ہے اور (فی امور) میں ضمیر واحد ہے متیقن صغیر واحد ہے اور (لنجاتہ) میں ضمیر واحد ہے

عبدالحی ہاجر الہ آبادی  
سید محمد علی بن طاہر مدرسہ عظم مدرسہ مینہ منورہ  
عبد اللہ النوری  
اسماء گرامی مدرسین مدرسہ صلوئیہ  
محمد سعید محمد نور سید عظیم حسین عبد السبحان غفلت علی محمد رحمت مہاراجا  
ان تمام تحاریر بالا سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان و مایکون من جانب اللہ حاصل تھا اور بعض اعتراضات جو وہابی لوگ کرتے ہیں اُس کا جواب بھی دیدیا گیا اور مؤلف صاحب نے رسالہ علم غیب میں چند اعتراض کئے ہیں اُن کا جواب بھی دیدیا جائے گا مگر پہلے اشارہ کیا گیا تھا کہ مؤلف نے غیر متیقن نجات کے ترجمہ میں بہت ہی غت و غلو کیا گیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ اُس کو میان کر دیا جائے۔ رسالہ علم غیب میں جو فتویٰ نقل کیا گیا ہے اُس میں صفحہ ۱۲ میں یہ فقرہ ہے (۱) نہ متروک فی امورہ غیر متیقن نجاتہ لما صحیحہم الاجادیت الخ اس کا ترجمہ مؤلف نے صفحہ (۲۴) میں اس طرح بیان کیا ہے اس لئے کہ تردد رکھا گیا ہے کام میں اُن کے نہیں یقین کرنیوالے ہیں اُس کی نجات کا جیسا کہ صحیح ہوا ہے احادیث سے (۲) (۱) نہ میں ضمیر واحد ہے اور (فی امور) میں ضمیر واحد ہے متیقن صغیر واحد ہے اور (لنجاتہ) میں ضمیر واحد ہے



تو اب سوال یہ ہے کہ ترجمہ میں (اُن کے) اور نہیں یقین کر نیا لے  
 میں لفظ جمع کیوں اختیار کیا گیا۔ واحد کا ترجمہ واحد ہی سے چاہئے یہ  
 جہالت ہے یا نہیں؟ اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ مراد رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم میں لہذا عظمت لفظ جمع لائے تو میں کہتا ہوں کہ (اُن کے) اور  
 نہیں یقین کرنے والے میں) دو جائے تو تعظیم کی گئی اور کچھ نجات کا ترجمہ  
 اُس کی نجات کا خلافت تعظیم واحد سے کیوں ہوا۔ اب بھی آپ کی ترکی  
 تمام ہوئی یا نہیں اصل امر یہ ہے کہ صحیح ترجمہ اُس کا یہ ہے کہ -

(اس لئے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر یقین تھے ساتھ اپنی  
 نجات کے) یعنی آنحضرت کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا مولف نے دیکھا  
 کہ اگر یہ صحیح ترجمہ لوگوں کو معلوم ہو جائے گا تو میرا اور دیگر دباہوں کی  
 بصد کھل جائے گا اور عوام الناس میں غلط فہم پڑ جائے گا کہ دیکھو ان پاس  
 اگر ہوں کا یہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات  
 کی بھی خبر نہ تھی اور جن کو اپنے خاتمہ کی خبر نہ ہو اُن کو اور باتوں کی کیا  
 خبر ہو سکتی ہے اور وہ کسی کے کیا کام آسکیں گے اس لئے مولف نے  
 چالاکی اور بے ایمانی سے دو جگہ تو لفظ جمع کا لکھا اور ایک جگہ واحد

اس طرح رد درگھالیا ہے کام میں ان کے نہیں یقین کرے ہیں

نجات کا نام اہل مطلب عت ربود ہو جائے اور عوام یہ سمجھ جائیں کہ  
 یہ نہ یقین کرنے والے اور لوگ ہیں کہ اُس کی نجات کا یقین نہیں کرتے  
 ہیں بھلے مانس کو ذی غیرت اور شرم ہیں کہ اس مکاری و عیاری سے

تو اب سوال یہ ہے کہ ترجمہ میں (اُن کے) اور نہیں یقین کر نیا لے  
 ہیں لفظ جمع کیوں اختیار کیا گیا۔ واحد کا ترجمہ واحد ہی سے چاہئے یہ  
 جہالت ہے یا نہیں؟ اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ مراد رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم میں لہذا عظمتہ لفظ جمع لائے تو میں کہتا ہوں کہ (اُن کے) اور  
 نہیں یقین کرنے والے میں) دو جائے تو تنظیم کی گئی اور پھر نجات کا ترجمہ  
 اُس کی نجات کا خلافت تنظیم واحد سے کیوں ہوا۔ اب بھی آپ کی ترکی  
 تمام ہوئی یا نہیں اصل امر یہ ہے کہ صحیح ترجمہ اُس کا یہ ہے کہ -  
 (اس لئے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر یقین تھے ساتھ اپنی  
 نجات کے) یعنی آنحضرت کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا مؤلف نے دیکھا  
 کہ اگر یہ صحیح ترجمہ لوگوں کو معلوم ہو جائے گا تو میرا اور دیگر دہائیوں کی  
 بھید کھل جائے گا اور عوام الناس میں غلغلہ مچ جائے گا کہ دیکھو ان پاپوں  
 گمراہوں کا یہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات  
 کی بھی خبر نہ تھی اور جن کو اپنے خاتمہ کی خبر نہ ہو اُن کو اور باتوں کی کیا  
 خبر ہو سکتی ہے اور وہ کسی کے کیا کام آسکیں گے اس لئے مؤلف نے  
 چالاکی اور بے ایمانی سے دو جگہ تو لفظ جمع کا لکھا اور ایک جگہ واحد  
 اس طرح تردد رکھا گیا ہے کام میں اُن کے نہیں یقین کرتے ہیں اُس کے  
 نجات کا تاکہ اصل مطلب غت ربود ہو جائے اور عوام یہ سمجھ جائیں کہ  
 یہ نہ یقین کرنے والے اور لوگ ہیں کہ اُس کی نجات کا یقین نہیں کرتے  
 ہیں بھلے مانس کو ذی غیرت اور شرم نہیں کہ اس مکاری و عیاری سے

کیا فائدہ۔ کیا اہل علم اس بلدہ میں نہیں ہیں جو یہ چالاکي و سفاکی ظاہر کر دے  
اور صاف عبارت کا مطلب بیان کر دیں گے کہ وہابیوں کا یہ اعتقاد ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نجات کی خبر نہ تھی اور یہی محمد بن  
عبدالوہاب نجدی نے کتاب الشک والتوحید میں نقل کیا ہے چنانچہ اوپر  
مذکور ہوا اور لہما صم من الاحادیث صاف اس بات پر دال ہے کہ عدم  
علم نجات رسول احادیث سے ثابت ہو چکا ہے اور یہ امر محقق ہے اب ہر  
شخص جان سکتا ہے کہ پس یہی مذہب مؤلف ہے کیونکہ بالتحقیق ترجمہ کر دیا  
اور اُس پر اعتراض و انکار نہ کیا جس سے واضح ہے کہ یہ بات اُن کے  
تزوکیات مسلم الثبوت ہے۔ اب مؤلف صاحب سے کہا جاتا ہے کہ مفتی  
صاحب نے تو الی آخر ما فی المرات کہ لکھ کر ٹال دیا لیکن مہربانی فرما کر آپ  
مرقاۃ سے اور دیگر کتب سے ثابت کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو اپنی نجات کی خبر نہ تھی اور یہ امر محقق و طے شدہ علمائے اہل سنت و عجمت  
ہے اگر آپ کہیں کہ میں نے صرف نقل کیا ہے اور یہ میرا اعتقاد نہیں  
تو جناب والا یہ ہرگز مسموع نہ ہوگا۔ آپ کو لازم تھا کہ اس پر اعتراض کرتے  
اور اپنا اعتقاد بیان کرتے کہ یہ میرے اعتقاد کے خلاف ہے اور یہ کہتے  
کہ وہابیوں کا مقولہ ہے میں اس کے مخالف ہوں اور جب کہ آپ نے  
ایسا نہ کیا تو آپ ہی انصاف کیجئے کہ وہابیوں کا اعتقاد تو آپ نقل کریں  
اور بلا تکیہ اُس کو مان لیں پھر آپ سنی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ سہار بار جو آپ  
لفظ علمائے اہل سنت لکھتے ہیں اُس سے بجز الہ فریبی کے کیا تہجہ پھر میں



مکر سر کر رکھتا ہوں کہ ذی بھی غیرت و شرم و امنگیر ہو تو یہی بتلا دیجئے کیا  
 علمائے اہل سنت و جماعت کا یہہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 کو اپنی نجات کی خبر نہ تھی جو فتویٰ ہم نے نقل کیا ہے اگر اس یغیر بخاری شریف

کی روایت (ہیئاً لک) یا رسول اللہ لقد بین الله لك ما ذا يفعل فانما  
 يفعل بنا) مطالعہ کریں گے اور آیت لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبك  
 وما تاخرا اور دیگر آیتیں و احادیث جو فتوے میں تحریر کے لئے پڑھ لیں گے  
 تو اُمید قوی ہے کہ اپنے اعتقادِ ناباک سے تائب ہوں گے مگر یہ یاد رہے  
 کہ جب تک آپ علی الاعلان مکہ مسجد یا کسی مشہور مقام میں توبہ نہ کریں گے  
 تو عوام بھی سمجھیں گے کہ مؤلف رفیع الدین صاحب کا یہہ اعتقاد ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کی خبر نہ تھی کیونکہ آپ نے اسکو  
 بلا اٹھا کر تسلیم کر لیا ناظرین ایک عجیب امر ملاحظہ فرمائیں کہ صفحہ (۶۱) میں مؤلف صاحب

تحریر کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا علمت علم الاولین و  
 الاخرین یعنی تعلیم کیا گیا ہوں میں علم اولین و آخرین کا یہہ نہیں سمجھتے  
 علم جو اولین و آخرین کا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا یہہ کہ  
 علم خداوند تعالیٰ جل جلالہ کا ابن مسعود سے مروی ہے من اراد العلم فعلمہ

بالقرآن فان ینہ ینہ الاولین والآخرین الی قول اور کہا مرنی نے  
 کہ قرآن تمامہ علم اولین و آخرین کا ہے مؤلف صاحب اقرار کرتے  
 ہیں کہ علم اولین و آخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوا مگر  
 یہہ علم خداوند تعالیٰ کا نہیں بلکہ اللہ چشم بدور یہہ علم اولین و آخرین خدا

کا علم نہیں تو پھر کس کا علم ہے کیا لوح محفوظ میں اولین و آخرین کا حال مندرج  
 نہیں اگر کہتے ہو کہ نہیں ہے تو یہ محض جہالت ہے ہم نے حرفتوی نقل کیا  
 مطالعہ کیجئے اور اگر کہتے ہو کہ علم اولین و آخرین لوح محفوظ میں موجود ہے  
 پھر اُس کے علم باری ہونے میں کیا شک رہا۔ آپ کا یہ کہنا کہ مکہ میں علم  
 اولین و آخرین کا ہے خداوند تعالیٰ کا علم نہیں جہالت اور ضلالت نہیں  
 تو پھر کیا ہے اور طرہ یہ کہ پہلے تو کہا کہ علم اولین و آخرین خدا کا علم نہیں  
 اور پھر ابن مسعود کا قول نقل کیا کہ جبکہ منظور ہو علم پس وہ قرآن لازمی  
 پکڑے کیونکہ اُس میں خبر اولین و آخرین ہے اور فرنی کا یہ مقولہ کہ  
 جمیع القرآن علوم الاولین و آخرین ہے اس عبارت سے ثابت ہو گیا  
 کہ علم اولین و آخرین قرآن پاک میں مندرج ہے اور قرآن مجید علم باری  
 لہذا علم اولین و آخرین کا علم الہی ہونا ثابت ہو گیا خلاصہ یہ کہ پہلے تو  
 انکار کیا پھر بھجوائے دروغ گور اہفاظہ نباشد۔ اُسی کے خلاف نقل کیا  
 اب کوئی مؤلف سے دریافت کرے کہ آپ کے کلام میں تناقض ہے  
 پہلے آپ نے انکار کیا پھر اقرار کیا اب کوئی بات تسلیم کیجائے سچ  
 یہ ہے مؤلف صاحب کا کوئی قصور نہیں یہ فتور و ہابیوں کا ہے کہ  
 ایک ایسے شخص کو کہ جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ جب علم اولین و آخرین  
 قرآن میں مندرج ہے پھر بھی کہتا ہے کہ علم اولین و آخرین خدا کا علم نہیں  
 آخری مباحثہ کیلئے آمادہ کیا اور یہ خیال نہ کیا کہ لینے کے دینے پر  
 اور ایسا ہو گا کہ اپنے ہاتھ کھڑی اپنے سر پر ماری۔ افسوس صد افسوس

وہ بیچارہ کیا کرے گا جو کچھ آتا ہے بس اُسی کے مطابق ہاتھ پاؤں مارتا اور بسبب جہالت کفریات بکتا ہے اب اس سے بڑھکر اور کیا کفر ہوگا کہ علم اولین و آخرین جو قرآن شریف میں موجود ہے اُس کو کہتا ہے کہ یہ علم خدا کا نہیں گویا اُس نے قرآن کا انکار کیا کیونکہ جو کچھ قرآن شریف میں ہے وہ خدا کا علم ہے اور جب مافی القرآن کو علم باری سے خارج کیا تو لازم آگیا کہ قرآن علم باری نہیں وہ الکفر الصریح استغفر اللہ من ذلک ضمیمہ کے صفحہ (۱۳) میں ہے بہر حال اُن کا مطلب بہ تمامہ عطا ہوا تو ثابت نہیں ہوتا اقول۔ آپ کے خیال میں آگیا کہ تباہیہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت ہو گیا کہ یہ دعویٰ اہل سنت سے ہرگز نہیں۔ کوئی اہل سنت سے یہ نہیں کہتا کہ جملہ معلومات الہیہ پر احاطہ علم رسول ہو گیا۔ آپ فتویٰ بخوبی غور سے پڑھیں صرف یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان و مایکون جو بعض معلومات الہیہ سے مرحمت ہوا۔ دلائل فتویٰ میں بکثرت موجود ہیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہاں کچھ اور تحریر کر دیتے ہیں۔

روح البیان میں ہے وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة المعراج قطرت فی حلقی قطرة علمت ما کان و سیکون یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ پینکا یا گیا پس جان لیا میں نے ماکان و سیکون کو اور تفسیر عرسل البیان میں تحت آیہ کریمہ و علمک ما لکرت تعلم کے ہے



ای علمک عواقب الخلق و علم ماکان و ماسیکون اس سے صاف  
 ظاہر ہے کہ آپ کو علم ماکان و مایکون غایت کیا گیا اگر کوئی اعتراض  
 کرے کہ علم ماکان و مایکون بعض معلومات الہیہ ہے یہ کیونکر تسلیم کیا جائے  
 تو جواب اُس کا یہ ہے کہ ماکان و مایکون صرف موجودات کو شامل ہے  
 اور معدومات ممکنہ و ممکنات ذاتیہ و مایترتیب علیہا الاثار و الاحکام کو شامل  
 نہیں اور معلومات الہیہ کا اطلاق سب پر آتا ہے چنانچہ پیشتر ہم نے بیان بھی  
 کیا اور فتویٰ بھی مندرج ہے بس ثابت ہے کہ علم ماکان و مایکون بعض  
 معلومات الہیہ ہے تفسیر روح البیان کا حوالہ ابھی اوپر نقل کیا گیا کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو علم ماکان و مایکون دیا گیا اور اسی  
 تفسیر روح البیان صفحہ ۲۷۵ میں ہے علم الاولیا مرعیہ الانبیاء بمنزلۃ

قطرۃ من سدۃ البحر و علم الانبیاء مرعیہ نبینا محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم بخلاف المنزلۃ و علم نبینا مرعیہ الحق سلیمانہ بخلاف المنزلۃ  
 یعنی علم اولیا، اللہ کا بمقابلہ علم انبیاء، بمنزلۃ امیک قطرہ کے ہے سات  
 دریاؤں سے اور علم انبیاء کا بمقابلہ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلۃ امیک قطرہ  
 کے ہے سات دریاؤں سے اور علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم  
 حق سبحانہ تعالیٰ شانہ سے ہی نسبت ہے۔ صاحب روح البیان امیک  
 تحریر فرمایا ہے کہ علم ماکان و مایکون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 مرحمت ہوا اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ علم رسول بمقابلہ علم الہی کم ہے تو  
 ان دونوں عبارتوں کے ملانے سے واضح ہوا کہ علم ماکان و مایکون

جو آنحضرت کو عنایت ہوا وہ بقابلہ معلومات الہیہ بعض سچے نہ تمام علم حاصل  
 بھیجے مولف کو ان باتوں سے کیا علاقہ اُسکو تو چاہئے کہ وہ ہمیشہ بھی  
 ضلالت کا تار ہے کہ آنحضرت کو اپنے خاتمہ کی خبر نہ تھی۔ افسوس صد افسوس  
 قولہ صفحہ ۱۵۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ  
 عنہا پر بہتان اُٹھنے سے عہدہ دراز تک رنجیدہ رہے الی قول اگر علم غیبی ہوتا تو  
 کیوں رنجیدہ ہوتے۔ اقول حدیث افات میں یہ الفاظ موجود ہیں فقال  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رجع لدارنی من رجل بلغنی اذا  
 فی اہلی فواللہ ما علمت علی اہلی الاخذیرا وقلاذکر ورجلا ما علمت  
 علیہ الاخذیرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص مجھے معتد  
 کر گیا ایسے شخص سے جس نے ہماری اہل کو انداہ بنیائی۔ پس قسم اللہ تعالیٰ  
 کی ہمیں جانتا ہوں میں اپنے اہل پر بگڑ خیر اور جس مرد کی نسبت اُنھوں نے  
 ذکر کیا ہمیں جانتا ہوں میں بگڑ خیر۔ اس سے ہویدا ہے کہ آپ کو حضرت  
 صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت شک و شبہ نہ تھا اُن کی پاکدامنی و عصمت  
 پر کبھی یقین تھا ایسا واسطے آپ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں اپنی اہل پر بگڑ خیر  
 کچھ اور خیال نہیں کرتا مجھ کو علم ان کی عصمت کا یقین ہے ہاں البتہ منافقوں کی  
 افواہ اور جھوٹی خبریں سے آپ کو انداہ بنی اور ایسا وجہ سے آپ رنجیدہ تھے  
 پس رنج کی یہ وجہ ہے نہ یہ کہ آپ کو شک تھا اور علم ہر اوست حاصل تھا  
 لہذا وہابیوں کو ایسا خیال ناپاک مبارک رہے۔ ہم تو یقین رکھتے ہیں  
 کہ جب آنحضرت نے قسم کھا کر بیان فرمایا تو صاف صاف نمایاں گیا

صد  
اول

خلاصہ

کہ آپ کو علم برأت تھارہا تفتیش فرمانا اور تحقیقات کرنی اس میں محض  
 تشریح منظور تھی۔ آپ برأت وحی سے چاہتے تھے تاکہ منافقوں کی  
 زبان طعن بند ہو اگر آپ بطور خود برأت فرمالیتے تو منافقین و مخالفین کہتے  
 کہ دیکھو غیروں کے معاملات میں کس طرح تحقیقات کی جاتی ہے اور خود اپنے  
 معاملات میں تحقیقات نہیں کرتے۔ پس بدون وحی مقتضائے مصلحت وقت  
 نہ تھا کہ آپ بذاتہ اپنی طرفت سے برأت فرماتے۔ مختصر حاشیہ علامہ  
 جلال الدین سیوطی علی البخاری مطبوعہ مصر صفحہ (۲۹۲) میں ہے  
 سید الوجود صلی اللہ علیہ وسلم لا یخفی علیہ شیء  
 واما خفی علی من راوا صورة لا یتخلوا غالباً عما قالوا فانظر  
 ما علمہ من البوحی وادربین الماء والطین فکون تلون  
 الشاک یا لامر تعلیم الورثۃ الدین بعد کلا  
 الی یوم القیامۃ کیف یفعلون بالاسرار  
 کما حتی جاء علمہ یرفع ما خفی عن اولئک فلم یطلق  
 کما قبل اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آنسور موجودات صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر کوئی شئی مخفی نہیں ہے۔ انہیں لوگوں پر پوشیدہ رہا  
 جنہوں نے یہ جاننا کہ ایسی صورت (یعنی تہمت جیسی عایشہ صدیقہ  
 پر لگائی تھی) غالباً اس امر سے خالی نہیں ہوتی ہے کہ جس مرکی تہمت  
 لگاتے ہیں۔ یعنی ایسے بدگمان لوگوں پر پوشیدگی رہی نہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر جبکی ذات ایسی بدگمانوں سے بلند و بالا اور پاک



کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ایسی حالت میں ہو چکا تھا کہ حضرت آدم کے تیلے کا خمیر پانی و مٹی کے درمیان تھا پس یہ تون (تفتیش و سوال و مشورہ) و معاملہ شاک بالام کا سا واسطے حضرت نے کیا کہ تعلیم کریں اپنی امت و ارشیں علم نبوی کو جو بعد آپ کے قیامت تک ہونیوالتے ہیں کہ وہ بھی اسرار کو اسی طرح پوشیدہ کریں۔ یہ معاملہ شاک بالام کا سا اپنے اُس وقت تک کیا کہ جب تک علم برأت اُن لوگوں کو نہ آ گیا جن پر یہ معاملہ پوشیدہ تھا خلاصہ یہ کہ آپ کو برأت کا علم تھا مگر مصلحت تعلیم اُست کے باعث معاملہ مذکورہ ایک حد تک کیا گیا۔ پس حدیث افک کے دلیل علم غیب قرار دینا اسرار عداوت و موجب طعن علی الرسول ہے۔

قولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعی و مدعی علیہ کی رو بہ اد پر فیصلہ کر دیتا ہوں جو شخص جھوٹا ہے اور اُس کی چالاکی کے سبب اگر جاحق اُس کی طرف فیصلہ ہو گیا تو گویا آگ کا ٹکڑا اُس کو ملا اگر علم غیب ہوتا اپنے فیصلہ فرمائی ہوئی چیز کو آگ کا ٹکڑا کیوں فرماتے اقول ماشاء اللہ خوب طلب سمجھ کر نتیجہ نکالے جو کچھ عبار عداوت تھا ظاہر کر دیا جناب عالی ملاحظہ کیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ظاہر و مہملہ دیکھتا ہوں ثبوت دعویٰ کا ہے یا نہیں رویداد ظاہری (ثبوت ظاہری) یعنی موافق شرع شریف کے بنیہ عادل پاکے جائیں۔ اگر گواہ نہوں تو مدعی علیہ سے قسم لیمائے بہر حال جو جو احکام شرع ہیں پر حکم کتاب اللہ فیصلہ کرتا ہوں۔ اب جو زیادتی کر گئے جھوٹے گواہ بنا کر یا طمع سازی کر کے

علم غیب

علم غیب سازی

معاملہ جیت لگا دہ آپ قیامت کے روز سزا پائے گا۔ خلاصہ یہ کہ میں تو  
روئداد کے موافق فیصلہ کروں گا کیونکہ مجھ کو بھی حکم خداوند تعالیٰ کا ہے اب  
اگر دروغ گوئی و ملع سازی جو کر گیا وہ آپ سزا پائے گا ہمیں کچھ غرض نہیں  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ میں یہ فرمایا کہ دیکھو یہ  
بچہ جو پیدا ہو گا وہ کس کی شکل پر ہوتا ہے پس وہ زانی کی شکل پر پیدا  
ہوا تو آپ نے ارشاد کیا کہ میں نے فیصلہ موافق روئداد ظاہری کے کیا  
جس کے باعث یہ شخص بھگیا ورنہ برابر حد شرعی اس پر قائم کرتا وہاں تو حد  
سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ واقف تھے لیکن اپنے مافی الضمیر کے  
موافق آپ نے فیصلہ نہ کیا کیونکہ حکم الہی اس طرح نہیں ہے۔ پس باعتبار  
روئداد ظاہری آپ حکم خدا بجا لائے کوئی ذیقعل بھی تسلیم کر گیا کہ موافق  
روئداد ظاہری فیصلہ کرنا مستلزم عدم علم غیب کو ہے ہرگز نہیں۔  
ہاں دشمن رسول سے عجب نہیں ہم یہاں ایک تقریر کرتے ہیں جس سے  
مؤلف کی کئی باتوں کا جواب ہو جائے گا۔

واضح ہو کہ فتویٰ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری میں بحوالہ کتاب البزیر  
مطبوعہ مصر منقول ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح  
مبارک نسبت جملہ ارواح کے اقصیٰ ہے کہ اُس سے عالم میں کوئی شے  
محبوب نہیں ہوئی پس وہ روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہے عرش و  
علو عرش اور تحت العرش دنیا و آخرت و زار و خباز و جملہ اشیاء کیونکہ یہ تمام عالم تو آپ کی  
کے باعث پیدا ہوا پھر اس کے چند طور کے بعد فرماتے ہیں کہ اپنے خدایاں عالم اس وقت ہے جبکہ

روح مبارک اُس طرف متوجہ ہوا اور در صورت عدم توجہ اُس سے غفلت ہو جاتی ہے اور سہو و نسیان واقع ہو جاتا ہے اس لئے صحیح بخاری میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں ہشتر ہوں بھولتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو پس جب بھولوں تو مجھ کو یاد دلاؤ۔ پس اس سے واضح ہو گیا کہ اگر کسی وقت کوئی معاملہ آپ پر پوشیدہ رہا جیسا وہ کہتے کا بچہ مکان میں تھا اُس کے باعث وحی نہ آئی۔ یا جو حضرت عثمان غنی کے متعلق غلط خبر شہادت کی اڑائی گئی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکرر بیت لینا جیسا کہ صلح حدیبیہ میں یہ واقعہ ہوا۔ یا وہ واقعہ کہ نعلین مبارک میں نجاست لگی تھی آپ نے عین نماز میں باعلام جبریل پاؤں سے علیحدہ کیا اس کے مثل اور جو کوئی واقعہ ہو اُس کے ہی معنی ہیں کہ اُس وقت روح مبارک کو اُس طرف توجہ نہ تھی بلکہ اور سمت توجہ تھی مثلاً مشاہدہ ذات و ستغراق فی الصفات ہوں جس کے باعث اُس طرف سے ذہول ہو گیا۔ یہ تو عین وصف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان واقعات کو دلیل عدم علم غیب قرار دینا سراسر جہالت و بلادت و موجب عداوت ہے شنوی شریعت میں مولانا روم ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں اور اُس کے تحت میں حضرت مولانا عبدالحی علی ہر العلوم لکھنوی کیا لکھتے ہیں ناظرین ملاحظہ کریں۔

مصطفیٰ بشنید از سوئے علا

اندریں بودند کا و از صلا

دست در دست از سر

خوابت آئے تو وضو یا تازہ کرد



دست سے موزہ برداش خوش نکلا  
 موزہ را بردارد و تش عقاب  
 در قناد از موزہ یک مار سیاه  
 زان غایت شد عقابش رو یک نواہ  
 پس سولش شکر کرد و گفت ما  
 اینجا دیدیم خود بد آن وفا  
 گرچہ ہر غیبی خدا مار نمود  
 دل در آن لحظہ بخود مشغول بود  
 مار در موزہ پیچید و رہوا  
 نیست از من گشت اے مصطفی  
 بحر العلوم فرماتے ہیں پس معنی بیت اینچنین است کہ دل بخود مشغول بود  
 کہ نفس دل را مشاہدہ میکرد ذات باحدیت با جمیع اسماء و در دست پس  
 بسبب استغراق دریں مشاہدات توجہ بسوئے اکوان نہ بود پس بعض  
 اکوان مغفول عنہ ماندند و ایں وجہ وجہ است الہ مقصود آنست کہ باوصف  
 نزول بشریت دل در تماشائے نفس خود بود و التفات بسوئے اکوان کہ  
 غائب از حق بود نہ بود یا ایں تماشہ و التفات بآں چوں بردن عقاب  
 دیدہ مزاج بر عقاب برہم شد و ایں منافی آں تماشائیت و نیست مراد  
 از استغراق محویت یافتن اور ہم بودن صورت نہ بند۔ مولانا عبد العلی  
 بحر العلوم نے فرمایا کہ بسبب استغراق اکوان کی سمت توجہ نہ تھی اس لئے  
 بعض اکوان مغفول رہے موزہ میں سانپ تھا آنحضرت کو معلوم نہ ہوا  
 عقاب او پر اڑا لیکیا اُس میں سے سانپ گر اتو آپ نے فرمایا کہ اگرچہ  
 ہر غیب خداوند تعالیٰ نے مجھ کو غایت کیا لیکن دل اُس وقت اور بہت  
 مشغول تھا جس کے باعث یہہ محبوب رہا۔ پس معلوم ہوا کہ گاہے بہت  
 ہے کہ عرش سے فرش تک کل اشیاء پیش نظر نہ ہوتے عبارت ابریزو

دلائل مذکورہ فی الفتاویٰ سے واضح ہے اور گنا ہے بوجہ کمال متغیر  
اشیاء و محبوب چنانچہ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گئے بر طارم علی نشینم      گئے بر پشت پائے خود نہ بنیم  
ع گرچہ ہر غیب خدا مارا نمود

کو دیکھ کر مولف صاحب بہت پریشان ہوں گے کہ بہ تو غضب ہو گیا  
کہ جملہ غیوب پر اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو گئی۔ لطف  
انکیز تو یہ معاملہ ہے کہ علم غیب تو اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے اپنے حبیب  
پاک کو اور وہابیوں کا دل جلے بیشک بغض و عناد اور تعصب کے  
یہی معنی ہیں۔ قولہ صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں سہل  
بن سعد سے مروی ہے کہ قیامت کے روز فرشتے بعض لوگوں کو  
دوزخ کی طرف لیجائیں گے اُن کو سردار دو عالم فرمائیں گے کہ میرے  
لوگ میرے لوگ الی قولہ اگر علم غیب ہوتا تو اول میرے لوگ  
میرے لوگ فرما کر بعد عرض دوری کیوں فرماتے اور صفحہ (۷۱) میں مولف  
نے یہ آیت نقل کی ہے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ما ذا اجمعتم  
قالوا لا علم لنا انت انت علام الغیوب جس دن جمع کرے گا  
اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو پس فرمائے گا کیا جواب دے گئے تم فرمائیں گے  
ہمیں علم ہے ہم کو تحقیق تو علام الغیوب ہے اقول جل الخیر والاول  
صفحہ ۶۲۹ میں ہے فاجابوا عنہ بوجہ الاول انه لیس لتف العلم  
بل کنا ینا ینا عاظم التشکی والالتجاء الی اللہ یتقو لیس العلم

کہ اے الہ ثانی! کہ لطف العلم فی اول الامر لہو لہم من  
 الخیر ثم یحبیبون فی ثانی الحال وبعد رجوع العقل و ہونی  
 حال شہادۃ تہم علی الامم فلا یكون قولہم لا علم لنا منافیاً  
 لما اثبت اللہ تعالیٰ لہم من الشہادۃ علی الامم۔ جلالین میں تحت  
 آیت انک انت علام الغیوب کے ہے ذہب عنہم علمہ لشدۃ  
 ہول یوم القیامہ و فرغہم ثم لیشہد و نہ کاما یسکتون اور جل  
 میں تحت ذہب عنہم علمہ کے ہے فلا یرد کیف قالوا اذ لک  
 مع انہم عالمون ما ذا احببوا بہ فیلزم الاخبار بخلاف الواقع :-  
 خلاصہ یہ کہ انبیاء کہہ دینگے کہ ہمیں علم نہیں تو علام الغیوب ہے حالانکہ  
 انبیاء عظام کو علم ہے اس امر کا کہ کیا جواب دیں گے اور شہادت اُن کی اپنی  
 اپنی اُمت پر ہوگی۔ پس بظاہر منافات معلوم ہوتی ہے کہ در صورت  
 علم لاکم لکما کیونکر کہیں گے تو جلالین و جل کی عبارتوں سے منافات رفع ہوگی  
 کہ مقصود لاکم لکما سے یہ نہیں ہے کہ ہمیں علم نہیں بلکہ اظہار تشکیک و الخ  
 الحاشیہ و تفویض الامور الی اللہ مقصود ہے یعنی کل امور باللہ  
 تیری طرف سونپ دے ہیں اور التجا و تشکیک سب تیری طرف ہے اس  
 نفی علم مقصود نہیں پس منافات نہ ہوئی اور دوسری توجیہ یہ ہے اگرچہ  
 انبیاء کو علم جواب ہو گا مگر یہ سبب شدت ہول قیامت و فکر اُمت ذہول  
 علم ہو جائے گا پھر رفع ہول کے بعد علم آجائے گا تو وہ برابر جواب و  
 شہادت دینگے پس منافات اٹھ گئی۔ یہ خلاصہ ہے اُس کا جو جل



و جلالین میں لکھا ہے۔ پس اسی پر خیال کر لینا چاہئے کہ آپ بچپان کر فرمائیں گے  
 کہ میرے لوگ میرے لوگ اور سبب فکر امت علم اُن کے امر محدث کا جاتا رہیگا  
 من بعد فرشتے اطلاع دیں گے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد یہ امر محدث کیا  
 پس آپ کو خیال آجائے گا کہ واقعی ان لوگوں نے فلاں فلاں امر محدث کیا  
 تو فرمائیں گے سچا سچا یعنی دور ہو دور ہو اور یہ اس لئے کہ اعمال امت  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کئے جاتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ کس نے  
 امر حن کیا اور کس نے امر محدث کیا چنانچہ باقوال فقہا و حدیث شریف عرض  
 اعمال امت ثابت و متحقق ہے کما مر اور ذہول علم سبب فکر امت متصور  
 لہذا صورت تطبیق اُسی طرح کیجائے گی جس طرح صاحب جلالین و جل  
 نے تحریر کی پس آیت مذکورہ اور حدیث شریف عدم علم غیب کی دلیل  
 نہیں ہو سکتی۔ دیکھئے شب قدر ایک مرتبہ آپ کو معلوم کر لی گئی پھر آپ  
 بھول گئے یا نمازیں گاہے سہو ہو گیا تو یہ سہو و نسیان سے یہ لازم نہیں  
 آتا کہ آپ کو علم نہ تھا بیشک علم ہے مگر کسی عارضہ کے باعث خیال نہ رہا  
 اب کیا خیال نہ رہنے کے باعث کوئی دانشمند کہہ سکتا ہے کہ آپ کو علم ہی  
 نہ تھا ہرگز نہیں ہاں وہابیوں سے بعید نہیں جس طرح اُن کا دل چاہے  
 وہ گستاخی و بے ادبی کیا کریں واللہ یشہد انہم لکاذبون ہمیں اُن سے  
 کچھ سروکار نہیں وہ خود اپنے کئے کی منزلیائیں گے **قولہ** نظرت الی  
 بلاد اللہ جمعاً کنح ۷ لہ علی حکم اتصال مولوی صاحب کی تاویل  
 کو ملاحظہ فرمائو کہ اصل مطلب شعر کا صاف ہے کہ مقابل دولت و جل الہی

تمام دنیا کوئی چیز نہیں برابر درست ہے مگر مولوی صاحب نے اپنے عطا کے  
لفظ کے لحاظ سے یہ حاصل مطلب نکالا جو مضحکہ طفلان ہے شاید مولوی صاحب  
اپنے ذہن میں تصور فرمایا کہ میں اپنے لفظ عطا کے قول مولوی حسین صاحب  
نے شعر کا مطلب جو تحریر کیا بہت درست ہے معنی حقیقی اُس کے یہی ہیں  
کہ تمام بلاد اللہ کو میں نے بحیثیت اجتماع نظر کیا یعنی دیکھا تو دولت محل الہی  
کے مقابلہ میں دانہ رائی کے مثل پایا صاف تبادیریسی معنی ہیں کہ بلاد اللہ  
کو تمام دیکھ بھال لیا اور صحیح یہی مفہوم ہے لیکن آپ تعصبِ جہالت  
و عداوت سے اس صحیح مفہوم کو تاویل کہتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ  
مضحکہ طفلان فرماتے ہیں سبحان اللہ۔ حضرت من الفاظ سے جو مفہوم  
تبادر ہوتا ہے اُس کو تاویل کہنا مضحکہ طفلان و بازیچہ کو دکاں ہے  
ذرا کتب اصول سے تعریف کر کے یہاں تاویل تو ثابت کیجئے اُس وقت  
آپ کے علم کا اندازہ ہو سکتا ہے اور مولف کا یہ فقرہ (شاید مولوی صاحب  
اپنے ذہن میں تصور فرمایا) نہایت ہی طرب انگیز ہے ایسا معلوم ہوتا ہے  
کہ کوئی انگریز یا کر سٹان اُردو بول رہا ہے۔ آپ نے تو خوب ہی رُود  
کی مٹی پلید کی (تصور فرمایا) متعدی ہے اسلئے لفظ (نے) علامت  
فاعل تحریر کرنا ضروری ہے۔ خدا را کہنہ کو کا نام بدنام نہ کیجئے صحیح  
ایسا لکھئے (شاید مولوی صاحب نے اپنے ذہن میں تصور فرمایا) چونکہ آپ  
اولیاء اللہ سے سخت عداوت ہے اسلئے یہ شعر دیکھ کر آپ پریشان ہوئے  
کہ جب جناب غوث پاک نے تمام عالم کا معائنہ کر لیا تو اب رحمت اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا پوچھنا ہے۔ پس فضول تقریر سے مالا یہ نیچے  
کہ حیدر آباد میں اہل علم موجود ہیں آپ کی عدم لیاقت پر صا دو کر دینگے  
اپنے گوش سے پیہ غفلت نکال کر ملاحظہ کیجئے کتاب ابریز مطبوعہ مصر  
لکھا ہے ولقد رأیت ولیا بلغ مقاما عظیما وهو آتہ یشاہد  
المخلوقات الناطقة والصامتة والوحوش والحشرات والسموات  
ونجومها والارضین وما فیہا وکرة العالم بأسرها تستمد منه وی  
یسمع اصواتها وکلامها فی لحظة واحدة الخ تحقیق دیکھائیں  
ایک ولی کو کہ پہنچ گیا بڑے مقام پر کہ وہاں سے کل مخلوقات ناطقہ  
وصامتہ ووحوش وحشرات اور آسمانوں اور تاروں اور تمام زمینوں  
وما فیہا کو دیکھتا ہے اور کرہ عالم کا معائنہ کرتا ہے اور سب کی آواز  
وکلام ایک لحظہ میں سنتا ہی ملاحظہ ہو کہ ولی مذکور میں یہ توت تھی  
کہ جمیع کرہ عالم پیش نظر تھا پس اگر حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی  
جو نہایت اعلیٰ مقام پر پہنچے ہوئے ہیں اُن کیلئے مشاہدہ عالم نام  
ہو تو کیا عجب ہے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو نعمت غیر مترقبہ  
سے ماریا ب کرتا ہے مرقاة جلد (۲) صفحہ ۱۱ میں ملا علی قاری قلا  
عن القاضی فرماتے ہیں وذلک ان النفوس الزکیة القل  
اذا تجردت عن العلائق البدنیة عرجت و انصلت بالملامح  
الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فترى الكل كالمشاهد بنفسها  
و باخبار الملك لها و فیہ سر یطلع من تیسرہ ملا علی قاری نے



یہ عبارت تحت حدیث صلوا علی فان صلواتکم تبلیغنی حیث کنتم کے تحریر کی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جہاں سے درود شریف مجھ پر بھیجے گا مجھ کو پہنچے گا یہ اس واسطے کہ نفوس زکیہ قدسیہ جبکہ مجرد اور خالی ہوجاتی ہیں علایق بنیہ سے تو عروج کر کے ملائ علی فرشتوں سے ملجاتی ہیں ان کیلئے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا کل کا مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح اپنی ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے یا ساتھ اخبار ملک کے جانتے ہیں اور اس میں ایک بھید ہے جس کو میسر اور آسان ہو وہی واقف ہے۔ یہی ملا علی قاری مرقاة المفاتیح جلد اول صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتے ہیں قال ابو یزید قدس سرہ لو وقع العلم

الف الف مرة فی زیارة من وی یا قلب العارف ما احسبہ حضرت مولانا جامی قدس سرہ نفحات الانس فی حضرات القدس کے صفحہ ۹۴ میں فرماتے ہیں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ می فرمودند کہ حضرت عزیزان عسلیہ الرحمة والرضوان می گفتہ اند کہ زمین در نظر این طایفہ چوں سفرہ ایست و ما میگوئیم کہ چوں روئے ناخن است هیچ از نظ ایشان غایب نیست یعنی حضرت بہاؤ الدین نقشبند فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزان رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی نظر میں مثل ایک سفرہ کے ہے اور میں کہتا ہوں کہ مثل روئے ناخن کے ہے کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ شرح عین العلم جلد ۱ صفحہ ۱۲ میں ہے۔ فی سوا ۱۰ الطبرانی و ابو نعیم عن الحارث بن مالک الانصاری قال مررت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کیف اصحت یا حارث

قلت اجمعت من مناقھا فقال انظر ما تقول فان لكل شیء حقيقة  
 فما حقيقة ايمانك قلت قد عرفت نفسه عن الدنيا واسمرت لذلك  
 عنی لیلے واطمئنت نهاری وکافی انظر الى عمر بن ربي بارزاً وکافی  
 انظر الى اهل الجنة يتزاورون وکافی انظر الى اهل النار يتضاغون في رواية يتعادون  
 فقال ابحارث عوف قال نعم وروايه ابن عساكر قال له عليه السلام وانت  
 امرء نور الله قلبه فالزم اور حارث بن مالک الانصار می کہتے ہیں کہ  
 اگذا راس ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ نے فرمایا اے حارث  
 کیونکہ صبح کی تونے میں نے کہا صبح کی میں نے اس حال میں کہ سچا ایمان  
 ہوں پس فرمایا آپ نے کہ دیکھ کیا کہتا ہے تحقیق ہر شی کیلئے حقیقت  
 ہے پس کیا حقیقت ہے تیرے ایمان کی میں نے کہا تحقیق بچان لیا  
 میں نے اپنے نفس کو دنیا سے اور رات میں آنکھ کو بیدار رکھا اور پایا  
 رہا میں دن میں اور گویا کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں اپنے پروردگار کے  
 عرش کو ظاہر یعنی کھلم کھلا اور تحقیق میں دیکھتا ہوں اہل جنت کی طرف  
 کہ وہ زیارت کر رہے ہیں اور دیکھ رہا ہوں طرف اہل جہنم کے کہ وہ شؤ  
 کر رہے ہیں اور چلا رہے ہیں فرمایا آنحضرت نے کہ تو ایک مرد ہے کمینور  
 کر دیا اللہ تعالیٰ نے تیرے قلب کو پس لازم کر اس قسم کی اگر دس یا پنج  
 روایتیں اور تحریر کر دیجائیں تو معلوم نہیں مؤلف صاحب کا کیا  
 حال ہوگا چشم حق میں چاہئے بغض و عدا کا کوئی علاج نہیں ویرہہ  
 جو مؤلف نے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں تحریر کیا ہے کہ الحاصل بعد نماز مغرب و عشاء

کے انحراف قبلہ سے اور تعین سمت فرار کسی اور ولی سے کرنا اور کسی قدر  
 قدم ساتھ ہیست نماز گزارنے والے تعظیم کرنے والے کے اُس طرف جانا  
 اور تذلل و خشوع تمام کرنا ہرگز درست نہیں بلکہ بعض علماء نے اس کو کفر  
 و شرک بتایا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ بہتہ الاسرار نہایت معتبر کتاب ہے  
 اُس میں جو از ضرب الاقدام الی العراق مذکور ہے اور شیخ عبدالحی محمد  
 و صلوٰی خفی قادری اخبار الاخیار صفحہ ۲۳ میں جناب غوث پاک رضی اللہ  
 کے حالات شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں فرمود رضی اللہ عنہ ہر کہ استعانت  
 کند بمن در کرتبے کشف کردہ شود آں کریمت از دوہر کہ منادی کند بنام  
 من در شدتے کشادہ شود آں شدت از دوہر کہ توسل کند بمن بسوئے خدا  
 در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت مراد او فرمود کہ یکہ دور رکعت نماز پڑھو  
 بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورہ اخلاص یا زدہ بار بعد از اں در دو ہر  
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از سلام و بخواند آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم را  
 بعد از اں یا زدہ گام بجانب عراق برود و نام مرا گیر دو حاجت خود را از دو گام  
 خداوندی بخواند حق تعالی آں حاجت او قضا کر داند۔ شیخ محدث و صلوٰی  
 کی عبارت سے واضح ہے کہ ضرب الاقدام الی العراق جائز اور باعث  
 قضا حاجت ہے اور جامع علوم ظاہری و باطنی حضرت مولانا محمد باقر  
 آگاہ صاحب نے تو منکر دو گانہ قادریہ کا رد بخوبی کیا ہے اور اکیں لیا  
 اُس میں تحریر کیا ہے اُس کی عبارت بقدر ضرورت تحریر کی جاتی ہے۔  
 اُس رسالہ کا نام رد منکر دو گانہ قادریہ ہے۔



بسم الله الرحمن الرحيم

حکماً و مصلیاً و مسلماً

عظما، علما، اعلام و کبرا، اولیا، عظام که ارکان اسلام و اقطاب شرع  
عالی مقام اند اتفاق کرده اند برین که حضرت سید الاصفیا و امام العلماء  
جناب قطب الاقطاب سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر حسنی حیلانی رحمته الله  
و ارضاه در اقامت شعائر شریعت و التزام احکام کتاب و سنت چنداں  
مبالغه داشتند و هر صاحب حال که اندک فتور در تتبع شریعت باطن نور  
در یافت می فرمودند بتأدیش مهت می گماشتند که مزید بر آن متصور نبود  
فرموده اند ترجمه آن ارشاد اینکه اگر کسی دو رکعت بگزارد و در هر رکعت  
بعد سوره فاتحه سوره اخلاص یازده بار بخواند و بعد سلام درود بخواند و یازده  
قدم جانب بنداد برود و بنام من توسل کرده عرض حاجت نماید البته حاجت  
او برآید ذکره الامام الحافظ العلامة العارف الشیخ نور الدین الشطنوفی  
فی بحجة الامور و الشیخ الامام الفقیه المحدث العارف المجتهد  
الشیخ عبد الله الیافعی فی خلاصة المفاتیح و الشیخ الامام الحافظ  
العلامة الشیخ محمد الدین الشیرازی فی روض الانوار و الشیخ  
الامام المقدم شیخ الاسلام الشیخ محمد بن سعید الرضایی  
فی تزهة النواظر و الشیخ الامام العلامة الشیخ شهاب الدین

القططانی فی روض الزاہر والشیخ الامام العارف الربانی والعلامة المتحقی  
 الشیخ ابوبکر عبداللہ بن نصر فی انوار الناظر والشیخ العارف بحر المعارف السید  
 عبدالقادر العیدروس فی الدر الفاخر وغیرہ من المشائخ والعلماء قدس اللہ ازلہم  
 احوال میں دو گانہ نماز دوشی یازدہ قدم بجانب عراق مشہور شمشاخ وعلما  
 آفاق است تا حال کسی بریں عمل مبارک حرف نہ نہادہ دریں روز ہا کفر  
 براحتلالے از جاہل مجہول رسیدہ کہ عبارتش بغایت رکیک و اتبر معیش  
 از اس پوچ ترک بلکہ کفر تہمت کہ منع دو گانہ قادر یہ و منع یازدہ گام بجانب  
 عراق میکند نابراین رد آں واجب باشد تا جاہل دیگر اقدام کنہ ائی نچندہ  
 الی آخرہ یہ خلاصہ یہ کہ بڑے بڑے علماء او نہایت ذمی غلطت او لیا و کبار  
 جو ارکان دین حسین و اقطاب شرع متین ہیں اس امر پر اتفاق کئے ہیں کہ  
 حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت شریعت و انترام احکام سنت  
 میں اس قدر مبالغہ رکھتے تھے کہ جہاں کسی صاحب حال کو من وجہ خلاف شرع  
 کرتے دیکھا فوراً اُس کی تادیب کی اور ایسی کمرہت باندھتے تھے کہ اُس سے  
 زیادہ متصور نہیں خود حضرت غوث پاک کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص دو رکعت  
 نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص گیارہ بار  
 پڑھے اور بعد سلام درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے پھر  
 گیارہ قدم سمت بغداد چلے اور میرے نام کو وسیلہ کر کے خدا سے تعالیٰ  
 سے عرض حاجت کرے البتہ اُس کی حاجت برآوے گی چنانچہ عارف  
 نور الدین نے ہیجۃ الاسرار میں لکھا ہے اور شیخ عارف فقیہ محدث عبداللہ

الیافعی نے خلاصۃ المفاحرین اور شیخ امام حافظ علامہ مجدد الدین شیرازی  
 کتاب روض الناظرین اور شیخ الاسلام محمد بن سعید زنجانی نے کتاب تہ فیوض  
 میں اور شیخ امام علامہ شہاب الدین قسطلانی فی الروض الزاہر میں اور شیخ امام  
 عارف ربانی شیخ ابوبکر عبداللہ بن نصر نے کتاب انوار الناظرین اور  
 شیخ بحر المعارف عبدالقادر عیدروس نے کتاب درافاخر میں تحریر فرمایا ہے  
 اور علاوہ ان حضرات کے بہت مشایخ و علمائے کبار نے اپنی اپنی کتابوں  
 میں اس کو تحریر کیا ہے پس یہ دو گانہ قادریہ وضرب الاقدام الی العراق  
 مشہور مشایخ و علمائے آفاق سے ہے آج تک کسی نے اس عمل مبارک کا  
 انکار نہ کیا مگر اس زمانہ میں بعض جاہل و مجہول الحال کی جانب سے کاغذ پر  
 اختلال پہنچا کہ اُسکی عبارت نہایت لکیٹ اور اُس کے معنی تو اس سے بدتر بلکہ  
 قریب بکھر ہیں کہ دو گانہ قادریہ و یازدہ قدم بجانب عراق کو منع کرتا ہے  
 بنا برائیں اُس کار دو واجب ہے تاکہ کوئی دوسرا جاہل اُس کا اقدام نہ کرے  
 اور قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر مولفہ قاضی القضاۃ بحیر الدین  
 عبدالرحمن العیسیٰ صفحہ ۳۵ میں ہے خلاصہ اُس کا نقل کیا جاتا ہے کہ  
 شیخ علی النجاشی فرماتے ہیں کہ میں نے سنا شیخ ابوالقاسم عمر سے اور انھوں  
 نے سنا شیخ عبدالقادر جلیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے جو  
 شخص بوقت حاجت دو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار الحمد اور  
 گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور بعد سلام درود شریف پڑھے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر اور گیارہ قدم سمت عراق چلے اور میرا نام لیکر



الیافعی نے خلاصۃ المفاترین اور شیخ امام حافظ علامہ مجدد الدین شیرازی  
 کتاب روض الناظرین اور شیخ الاسلام محمد بن سعید زنجانی نے کتاب تہ النواظر  
 میں اور شیخ امام علامہ شہاب الدین قسطلانی فی الروض الزاہر میں اور شیخ امام  
 حارف ربانی شیخ ابوبکر عبداللہ بن نصر نے کتاب انوار الناظرین اور  
 شیخ بحر المعارف عبدالقادر عیدروس نے کتاب در الفاترین تحریر فرمایا ہے  
 اور علاوہ ان حضرات کے بہت مشائخ و علمائے کبار نے اپنی اپنی کتابوں  
 میں اس کو تحریر کیا ہے پس یہ دو گانہ قادریہ وضرب الاقدام الی العراق  
 مشہور مشائخ و علمائے آفاق سے ہے آج تک کسی نے اس عمل مبارک کا  
 انکار نہ کیا مگر اس زمانہ میں بعض جاہل و مجہول احوال کی جانب سے کاغذ پر  
 احتلال پہنچا کہ اُسکی عبارت نہایت لکیک اور اُس کے معنی تو اس سے بدتر بلکہ  
 قریب بکفر ہیں کہ دو گانہ قادریہ و یازدہ قدم بجانب عراق کو منع کرتا ہے  
 بنا برائے اُس کا رد و واجب ہے تاکہ کوئی دوسرا جاہل اُس کا اقدام نہ کرے  
 اور علامہ الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر مولفہ قاضی القضاۃ بحیر الدین  
 عبدالرحمن العیسیٰ صفحہ ۳۵ میں ہے خلاصہ اُس کا نقل کیا جاتا ہے کہ  
 شیخ علی الخباز فرماتے ہیں کہ میں نے سنا شیخ ابوالقاسم عمر سے اور انھوں  
 نے سنا شیخ عبدالقادر جلیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے جو  
 شخص بوقت حاجت دو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار الحمد اور  
 گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور بعد سلام درود شریف پڑھے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم پراور گیارہ قدم سمت عراق چلے اور میرا نام لیکر

وسیلہ گردانے تو خداوند تعالیٰ اُس کی حاجت پوری کرے گا۔ صاحب کتاب  
 کہتے ہیں اس عمل کا کئی بار تجربہ ہوا ہے اور کتاب انہار المغافر فی مناقب الشیخ  
 عبدالقادر جیلانی مؤلف مولانا محمد غوث صاحب کے صفحہ (۲۳۰) میں ہے  
 در مناقب غوثیہ نوشتہ است کہ ایں نماز را صلوٰۃ الاسرار میگویند و از مرقو  
 غیاثی نقل کرده است کہ سہی است بہ صلوٰۃ الحاجت و گام یازد ہم بجانب  
 عراق زدہ ایں بخواند یا شیخ عبدالقادر شیعاً اللہ از دعوات غلیظہ اسرار  
 فحشہ و در قضاے حوائج از مجربات و معمولات شیوخ قادریہ است  
 اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے رسالہ ابتاہ فی سلاسل الاولیاء  
 میں فرماتے ہیں بدانکہ دو گانہ قادریہ از معمولات شیوخ قادریہ است و در قضا  
 حوائج تریاق مجرب است اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے زاد المتیقن  
 میں لکھا ہے۔ وقتی سخن در دو گانہ قادریہ کہ سہی بہ صلوٰۃ الاسرار و شعار  
 ایں سلسلہ عالی مقدار است افتاد فرمودند کہ شیخ عبدالوہاب خود ایں دو گانہ  
 عالیہ رانی گزارند و شیخ محمد بکری نیز از تنساب باین سلسلہ عالیہ داشتند و بیا  
 قائل نمودند فقیر عرض کرد کہ ذکر ایں دو گانہ عالیہ در ہجۃ الاسرار کردہ است  
 پین ہجۃ الاسرار طلبیند فقیر نقل از انجا بر آورد۔ فرمود مگر نقل بایشان  
 نرسیدہ باشد۔ اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی  
 کے نزدیک ہجۃ الاسرار سلم الثبوت ہے اور اُس میں جو دو گانہ عالیہ کا ذکر  
 ہے وہ بھی جائز ہے پس قول الحاق مولف صاحب کا باطل ہوا اور بکثرت  
 کتابیں دربارے جواز ضرب الاقدام الی العراق موجود ہیں اگر کل کی عبارتیں

پیش کیجائیں تو باعث طوالت ہے لہذا کتب مرقومہ بالا پر التفات کیا گیا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا تسلیم کرنا استدلال عظیم ہے بناءً علیہ بعض حضرات قادر یہ اس پر عمل کرتے ہیں اس میں کسی نوع کا شرک و کفر نہیں اور یہ دعویٰ کہ ہجرت الاسرار میں بعض فسقائے احقاق کر دیا ہے محض بے دلیل ہے اور قول بعض فسقائے ہرگز قابل سماعت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مرعیہ عمل عملاً لیس علیہ امورنا فقہورد کے یہ معنی ہیں کہ جو اعمال قیمتی ایجاد کئے جائیں وہ منع ہیں اور جو اعمال خستہ ہوں وہ ہرگز مصداق حدیث و خلاف شرع نہیں اگر آپ کو یہ بات پسند نہ آئے تو ازراہ غایت قول الجلیل مولفہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا مطالعہ کیجئے اور جب قدر اعمال و اشغال انہوں نے نقل فرمایا ہے سب کو احادیث صحیحہ سے ثابت کیجئے در صورت عدم ثبوت از احادیث کیا آپ شاہ صاحب کو مصداق حدیث ٹھہراتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک یاد رکھئے جو توجیہ آپ اُن اشغال و اوراد مخصوصہ کے بیان کریں گے وہی عمل مذکور کے ثبوت میں کافی ہے۔ آپ نے انحراف قبلہ جو تحریر فرمایا ہے اس سے کیا غرض ہے۔ اگر یہ مقصد ہے کہ یہ لوگ کثرت انحراف قبلہ سے منہ پھیرتے ہیں تو محض غلط ہے کیونکہ یہ حضرات تو پھر جب نماز کا وقت آتا ہے تو رخ قبلہ کی طرف کرتے ہیں اور کمال خشوع و خضوع نماز پڑھتے ہیں۔ اگر انکار تھا تو پھر یہ قبلہ کی طرف کیوں مہکتے اور اگر صرف قبلہ سے منہ پھیرنا مراد ہے تو بایں معنی آپ اور آپ کے لوگ ہر روز



بعد ہر نماز کے قبلہ سے منحرف ہوتے ہیں۔ شلماناز پڑھنے کے گھر کی طرف چلے  
تو پشت قبلہ کی طرف ہو گئی پس پوری طور سے قبلہ سے منحرف ہو گئے نسبت  
عراق متوجہ ہونے سے پشت قبلہ کی طرف نہیں ہوتی مگر تم لوگ تو قبلہ کی  
طرف پشت کر کے اچھی طرح منحرف ہو گئے اور یہ جو لکھا ہے کہ یہ غیر خدا  
کی عبادت ہے لہذا کفر ہے محض غلط ہے کیونکہ مشی بالاقدام شاہد صلاۃ  
کو مانع ہے۔ جب کوئی نسبت عراق خد قدم چلا تو صاف معلوم ہو گیا کہ یہ  
شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے کیونکہ کچھ بھی جانتا ہے کہ بجلا کوئی نماز  
بھی چلتا ہے۔ پس شاہد کا فور ہو گئی۔ فقہ اکبر ملاحظہ کیجئے کہ جب تک  
دلیل قطعی نہ ہو کسی مسلمان کو کافر نہ کہنا چاہئے اب فرمائیے کہ کفر کس پر چلایا  
افسوس چرا کارے کند عاقل کہ باز آید یشیانی۔ اور نفس قیام خاص عبادت  
خدا نہیں بلکہ سوائے خداوند تعالیٰ کے تعظیماً قیام ادروں کیلئے بھی آیا ہے  
کتب حدیث کا مطالعہ کیجئے یہاں طول دینا ضرور نہیں قولہ صفحہ (۲۱)  
اور بہت جگہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے تو لہ تعالیٰ و مہر جو لکم  
من الاعراب منافقون و مراہل المدینۃ مرد و اعلیٰ النفاق لا تعلمہم  
و نحن نعلمہم اقول مولف کی یہ غرض ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلیم کو  
فرماتا ہے کہ آپ منافقوں کو نہیں جانتے ہیں ہم جانتے ہیں اس سے  
عدم علم غیب کا ثبوت ہو گیا یہ آیت سورہ براءت میں ہے اور اس کے  
بیشتر آیت لغوفہم جو سورہ محمد میں ہے نازل ہوئی چنانچہ تفسیر اتقان  
ببحث ترقیب نزول سورہ میں یہاں ہے کہ سورہ محمد جس کو سورہ فالح بھی

کہتے ہیں پہلے نازل ہوئی اور سورہ براءت بعد نازل ہوئی اور جب مستحق  
 ہو چکا کہ آیت لاتعرفہم پہلے ہے آیت لاتعلمہم و نحن نعلمہم سے تو وہ  
 صاحب کے استدلال کا بطلان واضح ہو گیا۔ جبل کی جلد راجح میں ہے  
 معنی الآیۃ وانک یا محمد لتعرض المنافقین فیما یعرضون بہ من القول  
 متحین امرک وامر المسلمین وتقلیجہ والاستہزاء بہ فکا اجد ہذا  
 لایکلم منافق عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا عرفہ بقولہ  
 ولست بدل فحوائے کلامہ علی فساد باطنہ ونفاقہ اس سے ظاہر ہے  
 کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اے محمد تم منافقین کا اصول باطنی اُن کے  
 فحوائے کلام وغیرہ سے پہچان لیتے ہو دیکھئے آیت لاتعلمہم و نحن نعلمہم  
 کے نازل ہونیکے پیشتر ہی خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اُن کے کج قول  
 اور نقصانے کلام استہزاء وغیرہ سے حال منافق جانتے ہو۔ اس سے  
 معلوم ہوا کہ آیت لاتعلمہم کے پہلے ہی آنحضرت کو علم منافقین تھا جس بعد  
 آیت لاتعلمہم نازل ہوئی اب اگر کوئی کہے کہ باوجود علم لاتعلمہم کیوں اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا پس وجہ مطابقت یہ ہے کہ پہلے آپ کو علم منافقین اُن کے  
 فحوائے کلام و کج قول سے تھا کہ آپ اُن کے انداز کلام اور طرز ام  
 پہچان لیا کرتے تھے گویا اس طریق سے علم حاصل تھا اور طریق آخر وحی الہی  
 سے نہ تھا پس ثبوت علم من وجہ اور عدم اُس کا بطریق آخر دونوں کا اجتماع  
 ہو سکتا ہے اسی نظر سے اللہ تعالیٰ نے دونوں باتیں بیان کر دیں کہ یہاں  
 آپ منافقوں کو جانتے اور اُن کے فحوائے کلام وغیرہ سے پہچانتے ہیں

اور پھر نفی علم بالوحی کو آیت لا تعلیمہم نحن نعلمہم سے بیان کر دیا پس آیت  
 لا تعلیمہم دلیل عدم علم غیب کی ہرگز نہ ہوئی کما لا یخفی علی اہل العلم آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کے حال کی برابر خبر تھی۔ عینی شرح بخاری  
 جلد رابع صفحہ (۲۲۱) میں ہے۔ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خطب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمعة فقال اخرج یا فلان تک منافق اخرج یا فلان تک  
 منافق فانج من المسجد فاستبهم اور شرح شفا ملا علی قاری جلد اول صفحہ (۲۲۱)  
 میں ہے قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان المنافقون من ارجا  
 ثلث مائة من النساء مائة وسبعین مردوں میں سے منافق تین سو تھے  
 اور عورتوں میں سے ایک سو ستر تھے اور عینی شرح بخاری کی وہ عبارت  
 پہلے ہم نے نقل کر دی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے حضرت خدیجہ کو احوال منافقین سے خبر کر دی تھی حضرت عمر کا چہرہ حال  
 تھا کہ اگر حضرت خدیجہ نماز بخازہ کسی کی پڑھتے تو آپ اُس  
 کا اتباع کرتے اگر وہ نہ پڑھتے تو آپ بھی نہ پڑھتے اور علامہ  
 ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی جلد خاص صفحہ ۶۱۸ میں فرمایا۔  
 (اولیس فیکم صاحب السر) ای صاحب السر الذی صلی اللہ علیہ وسلم  
 (الذی لا یعلمہ) ای ذلک السر (غیرہ) ای غیر حدیثہ من تلک  
 الاسرار اسرار المنافقین والنسبہم اسرہا اللہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے مادل حدیثہ الخ اس سے بھی واضح ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بعض اصحاب کو علم احوال منافقین تھا پس تعریفہم



میں معرفت احوال منافقین اور وجہ سے ہے اور لاتعلیم میں نفی دوسری  
 طرح سے بیان کرنا ضروری ہوا اور اگر تسلیم کیا جائے کہ آیہ لاتعلیم سخن  
 تعلیم پہلے نازل ہوئی اور آیت لتعرفہم اس کے بعد نازل ہوئی جیسا کہ  
 بعض کتب تفسیر سے مفہوم ہوتا ہے تب بھی ہمارے لئے مفید ہے کیونکہ  
 آپ پہلے بذریعہ حصول علم ماکان و مایکون احوال منافقین اجمالاً معلوم  
 ہی کر چکے تھے اور بذریعہ سخن قول و فوائے کلام بھی جان لیا کرتے تھے  
 پس اس طریق سے حصول علم احوال منافقین تھا پس آیت لاتعلیم  
 سے نفی علم تفصیلی تعلیم الہی کی ہے نہ کہ نفی علم من کل الوجوہ ہے پھر آیت  
 لتعرفہم سے خدا نے اسی علم احوال منافقین کو جو آنحضرت صلعم  
 کو پیشتر حاصل تھا بیان کر دیا کہ آپ تو فوائے کلام و طرز سخن سے منافقین  
 کو پہچانتے ہیں پس اس صورت میں بھی ثبوت علم اکث طریقہ سے ہے  
 اور نفی علم بطریق آخر ہے۔ لہذا آیت مذکورہ عدم علم غیب کی دلیل کسی  
 طرح نہیں ہو سکتی کما ہو الظاہر مولف صاحب نے صفحہ ۳۱ میں پھر اس  
 آیت کو تحریر کر دیا ہے حالانکہ پہلے کئی بار تحریر کر چکے ہیں قولہ تعالیٰ و عندہ  
 مفاتیح الغیب لایعلمہ الاہو یعنی مفاتیح الغیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی  
 نہیں جانتا بیشک حق ہے کہ بالذات ان کا علم سوائے خدا کے اور کو نہیں  
 ہاں بالواسطہ علم ہو تو جائز ہے چنانچہ پہلے اس کی تحقیق گزر چکی چونکہ مولف  
 نے یہاں پھر لکھا ہے لہذا ہمیں بھی لکھنا ضرور ہوا۔ سوال یہ ہے کہ۔  
 مفاتیح الغیب کا علم سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اس کے کیا معنی ہے۔

احوال

اگر کہتے ہو کہ بالذات کوئی نہیں جانتا اور بالواسطہ بھی کوئی نہیں جانتا تو یہ غلط ہے کیونکہ یہ ہنر لہ سالیہ کلیہ کے ہے اس کا نقیض ایجاب جزئی ثابت ہے یعنی آپ کہتے ہو کہ مفتاح الغیب سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی نوع سے کوئی نہیں جانتا میں کہتا ہوں کہ مسلم شریف بخاری شریف میں حدیث ہے اُس سے واضح ہے کہ آپ نے کل کی بات کی خبر دی ہے

عن سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم خبره عطين

هذه الراية غلام جلا يفتح الله على يد يه صبح الله ورسوله  
وحجبه الله ورسوله فلما اصبح الناس عدوا على رسول الله صلعم  
كلهم يرجون ان يعطاها فقال ابن علي بن طالب قالوا هو يا رسول الله

ليشتمك عينية فارسلوا اليه فاتي به فبصق رسول الله صلى الله عليه  
عليه وسلم في عينية فبراحت كانه لم يكن به وجع فاعطاه الراية

الحديث متفق عليه بروز خیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل کے روز ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا اودھنکا کہ اُس کے ہاتھ پر فتح ہوگی اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اُس کے رسول کو اور اللہ

اور اُس کا رسول اسکو دوست رکھتا ہے جب صبح ہوئی تو سب لوگ آپ کے پاس آئے اس خیال سے کہ ہمیں دیں۔ پس فرمایا حضرت نے کہاں حضرت علی ہیں لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اُن کی آنکھیں دیکھنے آئی ہیں کہا بلاؤ اُن کو پس آئے۔ آپ نے انہیں مبارک اُن کی آنکھوں میں لگایا جس سے وہ اچھے ہو گئے پس جھنڈا انہیں کو دیا

غور کا مقام ہے کہ جب کوئی کسی نوع سے مفاتیح الغیب جانتا ہی نہیں تو پھر یہ آنحضرتؐ نے کل کی بات کی خبر کیسے دی۔ پس یا تو یوں کہو کہ حدیث غلط ہے یا یوں کہو کہ آیت کا جو مطلب تراشہ وہ غلط ہے دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا کیونکہ اجتماع نقیضین محال ہے۔ بخاری شریف و مسلم شریف کی حدیث تو غلط نہیں ہو سکتی پس ثابت ہو کہ آپ کا تراشا ہوا مطلب سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی طور سے نہ بالذات نہ بالواسطہ کوئی جانتا ہی نہیں غلط اور رد ہو گیا۔ اور اگر یہ کہتے ہو کہ آیت میں بالذات نفی علم غیب ہے اور بالواسطہ خداوند تعالیٰ خبر و علم غیب عنایت کرتا ہے پس میں کہتا ہوں کہ یہی مطلب ہے چنانچہ مدائے اہل سنت نے یہی مطلب بیان کیا ہے کما مر فی الفتاویٰ ابو داؤد میں ہے ہر سبھل بن الخطلۃ انھم ساروا مع رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یوم حنین فاطلبوا سیر حنہ کان غشیہ فجاء

فارس فقال یا رسول اللہ انی طلعت علی جبل کذا وکذا فاذا

لھو اذن علی بکرتۃ ابھم نعلنھم ونغمھم اجمعوا لی حنین

تبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال تلک الغنیمۃ المسلمین

خدا انشاء اللہ تعالیٰ ہمراہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

کرام چلے یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ پس ایک سوار نے آکر خبر دی کہ

یا رسول اللہ میں نے فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا کہ قبیلہ ہوازن اپنے

اونٹوں اور مال و اسباب کے ساتھ طرفین حنین کے جمع ہیں رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمائے کہ انشاء اللہ یہ کل کے روز  
مسلمانوں کی غنیمت ہے یعنی ہمیں کل ان پر فتح ہوگی اور سب مال مسلمانوں  
لئے غنیمت ہو جائے گا۔ یہاں بھی حضرت صلی نے کل کی خبر دی ہے۔  
واقعہ جنگ بدر میں آنحضرت صلی نے بعض بعض شخص کے متعلق خبر دی ہے  
کہ یہ ہجرت کرے اور پھر نے فلاں کی ہے یعنی اس جگہ فلاں شخص مارا  
جائے گا۔ پناہ جس طرح حضرت صلی نے ارشاد فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ اس  
سے معلوم ہوا کہ باپی ارض توت کی خبر آپ نے دی کہ اس جگہ یہ  
شخص مر گیا پھر اسی طرح ہوا اور موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت ابو جبر  
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان کیا کہ میری زوجہ کے شکم میں لڑکی  
ہے اس سے واضح ہو گیا کہ مانی الارحام کی خبر حضرت صدیق اکبر نے  
دی۔ پس ظاہر ہو گیا کہ اگر تسلیم کیا جائے کہ مفاتیح الغیب سوائے  
خداوند تعالیٰ کے کسی نوع سے کوئی نہیں جانتا تو لازم آتا ہے کہ احادیث  
مذکورہ غلط ہو جائیں اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل۔ یعنی  
احادیث مذکورہ تو باطل نہیں ہو سکتے۔ پس یہ کہنا کہ کسی نوع سے کسی کو  
غیر خدا کے علم مفاتیح الغیب نہیں باطل ہو گیا وہو الظلم بشیخ عبدالحق  
عہد دہلوی مفاتیح الغیب کے نسبت فرماتے ہیں۔ مراد آنسبے تعلیم  
الہی بحساب عقل هیچ کس اینہار اندام الی قول مگر آنگاہے تعالیٰ از نزد  
خود بوحی والہام بہ اند۔ یعنی ان پانچ چیزوں کو بالذات کوئی نہیں جانتا  
مگر وہ لوگ کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے بذریعہ وحی والہام ان کو معلوم

کرائے مؤلف صاحب صفحہ (۱۳) میں یادہ گوئی کرتے ہیں کہ مولوی صاحب  
 کی منطق درست نہیں ہوتی وہی جو اوپر جواب دیا گیا کہ ممکن ہے کہ انہی  
 غرض یہ ہے کہ نقطہ امانت سے اسکا نکلنا ہے ماشاء اللہ تعجب تو یہ ہے  
 کہ آپ بغیر علم منطق پڑ سے منطق بولنے لگے اے جناب مقصود یہ ہے کہ  
 جو لوگ اس آیت و عنہ مفتاح الغیب کو عدم علم غیب رسول کیلئے دلیل  
 لاتے ہیں اُن کی غرض یہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی نوع سے کوئی  
 مفتاح الغیب جانتا ہی نہیں تو عبارت شیخ سے اُن کی تردید ہو گئی کہ بذریعہ  
 وحی والہام علم مفتاح الغیب غیر خدا کو جائز ہے پس غرض وہاں باطل  
 ہو گئی اور حصرتی آیہ بحسب الذات رہا اور بالواسطہ غیر خدا کو ممکن وجاہ  
 رہا اور یہی علمائے اہل سنت کہتے ہیں اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ  
 منطق درست ہوئی یا نہیں۔ اور تفسیرات الاحمدیہ فی الآیات الشرعیہ  
 میں ہے **ولک ان تقول اربع علم ہذا الخمسة وان کان لا یعلمہا**  
**احدا الا الله لکن یحوزان یعلمہما من شیء مرصوبہ واولیائہ بقرفیۃ**  
**قولہ ان الله علیہم خیر اعلیٰ ان یکون الخیر بمعنی المختار یعنی اگرچہ**  
**ان پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کوئی جانتا نہیں مگر جائز ہے کہ خداوند**  
**تعالیٰ اپنے دوست اور اولیاء کو معلوم کرا دے کیونکہ اللہ تعالیٰ خیر**  
**یعنی خیر دینے والا ہے۔ علامہ شنوانی جمع النہایہ فی بدایہ الخیر والغایہ میں فرماتے**  
**ہیں قال بعض المفسرین لا یعلم ہذا الخمس علما لدینا ذاتیا بل واسطۃ**  
**الا الله فالعلم ہذا الصنفۃ مما اختص الله تعالیٰ بہا واما بقوا**  
 سطرۃ

فلا یختص به تعالیٰ بعض مفسرین کہتے ہیں ان پانچ چیزوں کا علم بالذات وبلا واسطہ صفت خاصہ باری تعالیٰ ہے اور بالواسطہ پس نہیں مختص ہے ساتھ امد تعالیٰ کے اس سے کئی باتیں ثابت ہوئیں اولیہ کہ وہابیوں کا حصر باطل ہوا کہ کسی نوع سے کوئی غیر خدا متعالیٰ نہیں کو نہیں جانتا تا نیایاں سے ظاہر ہو گیا کہ بالذات علم غیب خاصہ رب العزت ہے اور بالواسطہ ہرگز خاصہ نہیں پس بذریعہ وحی والہام علم غیب نبیاء و اولیاء کو عطا ہونا عین ہمارا ایمان ہے علامہ شیخ ابراہیم بن جوزی شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں ولہ صیغہ صلی اللہ علیہ وسلم من اللینا الی بعد ان علمہ اللہ تعالیٰ بہذا الامور المحتملة یعنی نہیں تشریف لے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے مگر بعد اس کے کہ معلوم کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان پانچ باتوں کو۔ اور شنوائی جمع النہایتہ میں فرماتے ہیں و هذا الحصر ینافی ان بعض الاولیاء لعلکشف و اجمیعہ ان هذا الحصر بالنسبة للعامة للخدمة وقد ورد ان اللہ تعالیٰ لہ صیغہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اطلعه علی کل شیء یعنی آپ حصر سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء کو کشف نہیں پس جواب یہ ہے کہ یہ حصر بہ نسبت عام کے ہے خاص کے لحاظ سے نہیں تحقیق وارد ہوا ہے کہ نہیں تشریف لیگئے آپ دنیا سے مگر یہ کہ مطلع کر دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شئی پر۔ کتاب الابریز صفحہ ۱۰۵ میں ہے قلت للشیخ <sup>اللہ</sup> رضی تعالیٰ عنہ فان علماء الظاہر من المجاہدین وغیرہم اختلفوا فی النہی



صلی اللہ علیہ وسلم ہل کان یعلم الخمسة المذکورات فی  
قولہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعة الا یہ فقال کیف  
امر الخمس علیہ صلی اللہ علیہ وسلم والواحد من اهل التصرف  
مراقبہ الشہیفة لا یمکنہ التصرف الا بمعرفة هذا الخمس میں نے  
اپنے شیخ سے دریافت کیا علمائے ظاہر و محضین وغیرہم اختلاف کرتے  
ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچ چیزوں کو جو آیت میں مذکور  
ہیں جانتے تھے یا نہیں پس فرمایا کہ انکا علم کیونکر آپ پر خفی رہ سکتا ہے  
حالانکہ آپ کی امت میں سے ایک اہل تصرف نہیں ممکن ہے اُس کو  
تصرف کرنا سوائے معرفت ان پانچ چیزوں کے عینی شرح بخاری  
جلد اول صفحہ (۳۳۷) میں نفی خمس لا یعلمہا الا اللہ کے تحت میں ہے  
قال القزطبی لا مطمع لاحد فی علم شیئ فی ہذا الامور الخمسة بهذا  
الحديث وفيه النص صلی اللہ علیہ وسلم قول اللہ تعالیٰ وعندہ  
مفاتیم الغیب لا یعلمہا الا هو بهذا الخمس قال ممن ادع علم شیئ  
منہا غیر تدالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کاذبا اس  
واضح ہے کہ ان پانچ چیزوں سے کسی چیز کے جاننے کا مدعی باس شرط  
کاذب ہے کہ اُس کی اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف بخواتم  
ہو پس واضح ہو گیا کہ ان اشیاء خمسہ کے اسناد رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ساتھ درست ہے واضح ہو کہ اس خمس کی نسبت ایک  
اور تقریر کی جاتی ہے آیت کریمہ علمک ما لکم تعلیم عند العزیزین

نکات

سلم الثبوت سے لینے معلوم کرا دیا آپ کو وہ چیز جو آپ نے نہ جانتے تھے اب سوال یہ ہے کہ امور خمسہ تحت مالم تعلم ہے یا نہیں اگر کہتے ہو کہ مالم تعلم میں امور خمس داخل ہیں تو اُس کے نقیض تعلم کے تحت میں ضرور داخل ہوں گے کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے پس ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچ باتوں کو جانتے تھے اور اگر کہتے ہو کہ مالم تعلم میں داخل ہے تو اب علک سے اُن کا علم ہو گیا وہو المطلوب زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر کل بیٹیا روشن ہو گئے اور آپ نے اول سے آخر تک کا احوال بیان فرمایا اور آپ کو علم ماکان و مایکون مرحمت ہوا چنانچہ ترمذی و بخاری شریف و نسائی شریف و دیگر کتب احادیث کا حوالہ فتویٰ میں تحریر کیا گیا ہے جو چاہے بغور مطالعہ کرے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہر شئی کا علم آپ کو دیا گیا تسلیم کیا جائے تو آیت و نقد ارسلنا مرقیلاً عنہم مرقیضنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کے خلاف ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ ملا علی قاری مرقاة حلیہ (۱) صفحہ (۵۰) میں فرماتے ہیں وعن الامام احمد علیہ السلام امامۃ علیہ السلام ذرقلت یا رسول اللہ حکم وفاء عدۃ الانبیاء قال مائة الف اربعة وعشرون الف الرسل من ذلک ثلاثا وثمسة عشر ابوزر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ انبیاء کی کس قدر تعداد ہے آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار اُن میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں اس حدیث سے واضح

وهو المطلوب

ہے کہ کل انبیاء کی مقدار آپ کو معلوم تھی اور آیت سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ بعض کی خبر آپ کو نہیں تھی تو منافاة حدیث و آیت میں ہوئی اس لئے  
 ملا علی قاری فرماتے ہیں و ہذا لا یسئل فی قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلنا من  
 قبلك متھم مرقبصنا علیک ومنھم لم نقصص علیک (۱) ان المنفی و  
 ہوا التفصیل والثابت ہوا الاحمال والنفی مقید بالوحی الجلی والثبوت  
 متحقق بالوحی الخفی۔ فرماتے ہیں کہ حدیث مخالف آیت نہیں کیونکہ نفی  
 تفصیل کی ہے اور ثبوت علم اجمالاً ہے یا نفی وحی جلی کی ہے اور ثبوت  
 وحی خفی سے ہے اب منافاة جاتی رہی آیت میں جو نفی ہو رہی ہے کہ  
 بعض کا قصہ ہم نے بیان کیا تو یہ معنی کہ یا تو تفصیلاً نہ بیان کیا یا یہ کہ  
 ساتھ وحی جلی کے نہ بیان کیا اور وحی خفی سے آپ کو معلوم ہے اور  
 بعض لوگ تلخیص ترک کر دے کہ دلیل عدم علم غیب قرار دیتے ہیں جواب یہ ہے  
 شفا و شرح للملا علی قاری کے جلد اول صفحہ (۲۰) میں (خصمہ من الاطام  
 علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای مایتم بہ اصلاح الامور الدنیائی  
 والاخریۃ واستشکل بانہ صلی اللہ علیہ وسلم وحید الانصار  
 یلحقون النخل فقال بو تر کتموہ فترکوہ فلم یخرج شیئاً واخرج  
 شیعاً فقال انتم اعلم با مردنیا کم واجیب بانہ انما کان  
 ظنا منہ لا وحیاً قال الشیخ السیدی محمد السنوسی اراد انہ  
 یحملہم علی خرق العوائد فی ذلک الی باب التوکل وما ہذا لک  
 فلم یتوا فقال انتم اعرف بديناکم ولوا مثلوا ویتحملوا فی سبیلہ

لما علی



وسنن لکھو اور ہذا الحنۃ انتھی مانتے ہیں یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع جمیع مصالح دنیا و دین کے ساتھ خاص  
 کیا شارح نے ایک اشکال تلیقہ ترکا پیش کر کے جواب اُس کا شارح نے  
 شیخ سنوسی سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرق خلعات حواہد  
 پر بیچنے کرنے کا اور باب توکل کی طرف منتہی ہونی کا ارادہ کیا تھا انھوں نے  
 نے فرمایا ہوا رہی نہ کی اور جلدی کی تو آپ نے فرمایا کہ اپنے دنیا کے کام کو  
 ترک بخوبی جانتے ہو اگر وہ سال دو سال تلیقہ نہ کرتے اور ترک تلیقہ میں آپ کی  
 پیروی کرتے تو اس محنت تلیقہ سے جھوٹ جاتے اس کے بعد شارح فرماتے  
 ہیں وہو فی غایۃ اللطافۃ اور یہ جواب نہایت ہی لطیف ہے معلوم ہوا  
 کہ ملا علی قاری نے اس کو نہایت پسند کیا اور یہی ملا علی قاری نے شرح شفا  
 جلد ثانی صفحہ (۳۳۸) میں ایک عبارت نقل کی ہے بخوف طوالت ہم  
 نقل نہیں کرتے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ تلیقہ ترک سے جو آپ نے منع فرمایا  
 تھا اُس میں آپ صیب بھی یعنی آپ سے غلطی نہیں ہوئی تھی مگر صحابہ  
 کرام نے جلدی کی اگر سال دو سال نقصان ثمر پر صبر کرتے تو پھل بکثرت آتے  
 جس طرح کہ بوقت تلیقہ ترک بکثرت ثمر ہوتے تھے پس حدیث مذکور دلیل عدم  
 علم غیب نہیں ہوئی کما ہوا للظاہر قولہ صفحہ ۳۰۰ قال النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم لا ادری واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی  
 ارجحہ متفق علیہ صحیح بخاری میں ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے قسم ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی میں غیب نہیں جانتا ہوں کہ میرے

ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا حالانکہ میں رسول اللہ تعالیٰ کا ہوں  
**اقول** مولف نے حدیث مذکور کو دلیل عدم علم غیب قرار دی ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر نہ تھی کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ  
کیا معاملہ ہوگا اور جب کہ اس بات کی خبر نہیں تو بھلا علم غیب کیونکر ہو سکتا ہے  
پس ظاہر ہو گیا کہ اعتقاد مولف کا یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
اپنے حال کی مطلق خبر نہ تھی اور پہلے ہی ترجمہ فتویٰ میں لکھا ہے کہ آپ کو  
اپنی نجات کا یقین نہ تھا اور محمد بن عبد الوہاب نجدی نے کتاب التوحید  
والشک میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حین حیات اپنے خدا  
کی خبر نہ تھی کہ کیسا ہوگا اور دیگر وہابیوں نے بھی اسی نجدی کا اتباع کر  
یہی مضمون لکھا ہے ان کے نزدیک حدیث مذکور منسوخ نہیں ہے جب کہ  
کوہیہ لوگ اس سے استدلال کرتے ہیں اور اس کو عدم علم غیب کی دلیل قرار  
دیتے ہیں اگر منسوخ تسلیم کر لیں کہ یہ پہلے کا واقعہ تھا من بعد آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کو معلوم کر دیا گیا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا چنانچہ فتویٰ میں  
مندرج ہے کہ بخاری شریف میں ہے کہ جب آیہ کریمہ لیغفرلک اللہ ما تقدم  
من ذنبک وما تاخرنازل ہوئی اس وقت صحابہ کرام نے کہا ہنثیلا لک  
یا رسول اللہ لقد بدی اللہ ماذا یفعل بک الخ حضور کو مبارک ہو کہ  
تحقیق بیان کر دیا اللہ تعالیٰ نے وہ چیز جو آپ کے ساتھ کر گیا اور دوسری  
آیتیں و حدیثیں فتویٰ میں مذکور ہو چکیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
بکلی یقین تھا کہ میرے ساتھ نہایت عمدہ معاملہ ہوگا یہاں مکرر لکھنا کیا

طرور ہے پس ہرگز ہرگز حدیث منسوخ کو دلیل نہ گردانیں مگر یہ وہابی لوگ  
 عداوت قلبی سے مجبور ہیں بوجہ شقاوت ازلی و بغض دلی حدیث نہ کو کر کو  
 منسوخ نہیں کہتے بلا نسخ اُسی پر اپنا اعتقاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حیات رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا افسوس صد افسوس اے حضرات  
 اہل سنت و جماعت بخور ملاحظہ کرو کہ کیسا ان لوگوں کا پلید اعتقاد ہے کس  
 درجہ یہ لوگ گستاخ ہیں الامان الامان نقیص شان صطفوی میں کوئی ذیقہ  
 باقی نہیں رکھا بلا سے ایمان گیا تو گیا مگر غبار تعصب تو ظاہر و نمایاں ہو گیا یہ لوگ  
 بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کرتے ہیں وہ صرف چالاک  
 اور عیاری اور ابلہ فریبی ہے چنانچہ مؤلف نے بھی ضمیمہ رسالہ علم غیب میں  
 عوام کا لانعام کو فریب دینے کی غرض سے چند احادیث نقل کی ہیں کہ ہم  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کرتے ہیں افسوس صد افسوس اگر  
 آپ کا اعتقاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت درست ہوتا تو آپ اخیر کتاب  
 میں کیوں کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال کی خبر نہ تھی کہ میرے  
 ساتھ کیا معاملہ ہوگا آپ کا تو یہی اعتقاد ہے اور سب وہابیوں کا یہی اعتقاد  
 ہے جیسا کہ ہم نے اوپر تحریر کر دیا اب اگر ذرا غیرت و شرم ہے تو یہ ثابت  
 کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا اور آپ کو  
 یہ معلوم نہ تھا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا پھر میں کہتا ہوں کہ اگر آپ  
 سچے ہیں تو ثابت کیجئے تاکہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی روح بھی خوش ہو جائے  
 کہ مجھ سے ثبوت نہ ہو سکا مگر ثبوت کچھ ہاتھ پاؤں مار رہا ہے آپ



آمادہ تو ہو جائیے پھر دیکھئے اہل حق اعنی علمائے اہل سنت و جماعت  
کیسی خبر لیتے ہیں اب میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ جملہ اہل سنت و جماعت  
کو دہائیوں سے بچائے اور ان کے مکرو فریب و زور سے محفوظ رکھے اور  
ان لوگوں کو اس گستاخی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا  
یقین نہ تھا) کی سزا دینا د آخرت میں دیوے آمین یا رب العالمین آخر  
دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا  
محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

الحمد

قطبہ تاریخ از رشید گلک گوہر سلک عمدۃ الافاضل مولانا مولوی  
ابو المعالی شیخ عبدالقادر صاحب قیصر شرفی فاضل فراع تحصیل  
مدرسہ نظامیہ جامعہ مجلس اشاعت العلوم

بروز و باہر شد لاجواب

چو این مرجع غیب بہ صواب

خوبی اس کلام و عجیب است  
شش

من ہر شے گفت قیصر خنیر

ہمارے طبع میں یہ قسم کی چھپائی نہایت عمدہ اور وعدہ پر مبنی ہے  
(مستہر محمد عبدالحی مالک عثمان پریر حارمینا جملہ)

آبادہ تو ہو جائیے پھر دیکھئے اہل حق اعنی علمائے اہل سنت و جماعت  
کیسی خبر لیتے ہیں اب میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ جملہ اہل سنت و جماعت  
کو دہائیوں سے بچائے اور ان کے مکرو فریب و زور سے محفوظ رکھے اور  
ان لوگوں کو اس گستاخی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا  
یقین نہ تھا) کی سزا دنیا و آخرت میں دیوے آمین یا رب العالمین آخر  
دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا  
محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

الحمد

قطبہ تاریخ از رشید کلک گوہر سلک عمدۃ الافاضل مولانا مولوی  
ابو المعالی شیخ عبدالقادر صاحب قیصر شرفا فضل فراع تحصیل  
مدرسہ نظامیہ و مجلس اشاعت العلوم

بروز و باہر شد لاجواب

چو این مرجع غیب راہ صواب

خوبی اس کلام و عجیب است  
شہید

سن ہجری ۱۲۸۵

ہمارے مطبع میں یہ قسم کی چھپیائی نہایت عمدہ اور وعدہ پر مبنی ہے  
(کشتہ محمد عبدالحی بالک عثمان پریس حرمینہ چیمبر)